

# شمس الاسلام

ماہنامہ



شمالی پنجاب میں تبلیغ اسلام کا مرکز  
جامعہ مسیحیہ پٹیوہ (پنجاب)

حضرت مولانا محمد رفیع صاحب پوری

نائب مدیر  
اقبال احمد گیلوی

ایڈیٹر  
محمد رفیع صاحب پوری

ڈیزائنر  
محمد رفیع صاحب پوری



Handwritten title in large, stylized Arabic script, likely "Mawāzīn" (Scales).

First line of handwritten text in Arabic script, possibly a chapter or section heading.

Second line of handwritten text in Arabic script.

Third line of handwritten text in Arabic script.

Fourth line of handwritten text in Arabic script.

Fifth line of handwritten text in Arabic script.

Sixth line of handwritten text in Arabic script.

Seventh line of handwritten text in Arabic script.

# شمارہ اسلامیہ

(مقام اشاعت)

جامع مسجد بھیرہ پنجاب

جلد ۹ باب ۱ اپریل ۱۹۳۸ء تا مئی ۱۹۳۸ء نمبر ۴

نمبر شمار	فہرست	مضامین	صفحہ
۱	شذرات	مدیر	۲
۲	باب التفسیر (معارف قرآن)	(ادارہ)	۱۰
۳	باب الحدیث	( )	۱۲
۴	(تحقیق المسائل) فتاویٰ قاسمیہ	مولانا غلام رسول صاحب قاسمی مرحوم رحمہ	۱۳
۵	عرض حال	(ادارہ)	۱۴
۶	حزب الانصار بھیرہ کے سالانہ جلسہ پر یک نظر	جناب خان زادہ غلام احمد خان صاحب بنگش	۱۵
۷	ان ہذا تذکرہ	مولانا ابوالنلیث سید محمد علی شاہ صاحب نقشبندی مجددی	۱۷
۸	آخری نبی	جناب مولوی حبیب صاحب مبلغ خریہ انصار بھیرہ	۲۲
۹	بنگش سنی اور کلب علی شیعہ کی اٹھارہویں ملاقات	جناب خان زادہ غلام احمد خان صاحب بنگش	۲۵
۱۰	دھوکہ	جناب مولوی محمد حسین صاحب شوق پیلانی	۳۵
۱۱	حزب الانصار کی آٹھویں سالانہ عظیم الشان کانفرنس	(ادارہ)	۳۷

# شذرات

بنگال، کشمیر اور سندھ عہدِ حاضرہ کا سب سے بڑا فتنہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلین کے مسلمانوں کو انتباہ کے خلاف بغاوت کا علم سرزمینِ پنجاب سے بلند ہوا۔ میزائے قادیان اور اسکی امت نے مسلمانانِ پنجاب کے متاعِ ایمان پر ڈاکہ ڈالنا چاہا۔ مگر چند مقدس نفوس کی مجاہدانہ سرگرمیوں سے ان کو اپنے ناپاک مقاصد میں کامیابی نہ ہو سکی۔ اشدھی اور سنگھٹن کے زمانہ میں یہ جماعت دوبارہ مبلغین اسلام کا روپ دھار کر نمودار ہوئی۔ اور فریبِ غرہ عوام انہیں مسلمانوں کا خیر خواہ سمجھنے لگے۔ دینی علوم سے بے بہرہ مگر جدید علوم کے حاملین نے اس فتنہ کو اپنے آغوش میں جگہ دی۔ ۱۹۲۲ء سے ۱۹۲۸ء تک چار سال میں میزائیوں نے مسلمانانِ ہند کی قیادت کا منصب حاصل کرنے کے لئے اپنی تمام قوتیں صرف کر دیں۔ اور ہر اسلامی، انجمن، مجلس یا سوسائٹی میں غائبانگی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ بلکہ مساجد کے ممبر بھی ان کی دست برد سے محفوظ نہ رہے۔ ہر اسلامی جلسہ میں کسی میزرائی مبلغ کو مدعو کرنا فیشن میں شامل ہو گیا۔ ۱۹۲۹ء میں اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے عرب الانصار کی جماعت کا وجود عمل میں آیا۔ الحمد للہ کہ اس جماعت کے باہمت کارکنوں کی مساعی جمیلہ سے مسلم زعماء و دیگر مقتدر مجالس کے ذمہ دار افراد بھی اس سیلابِ ارتداد کو روکنے اور ختمِ نبوت کا علم دنیا میں بلند رکھنے کے لئے سرگرم عمل ہو گئے۔ اور آج بلا خوفِ تردید کہا جاسکتا ہے کہ قادیانی فتنہ زن بدن موت کی گہری نیند سو رہا ہے۔ ان کے دجل و بلیس کا راز عالم آشکارا ہو چکا ہے۔ پنجاب کے کسی مقام پر بھی میزرائیوں کو مناظرہ کا چیلنج دینے کی ہمت نہیں رہی۔ مجلس احرار اسلام کی مجاہدانہ سرگرمیوں نے قادیان کے قصبہ کے اندری جامعہ محمدیہ کے قیام سے میزرائیوں کے حوصلہ پست کر دیے ہیں۔

پنجاب میں اپنے لئے میدانِ عمل نہ پا کر قادیانی خلیفہ کے دماغ میں ”دروا بابا دیت“ حاصل کرنے کا جھٹ سوار ہوا۔ اور اقطاعِ ہند میں کشمیر، بنگال، اور سندھ میں جاہلوں کی مردم شماری کرائی گئی۔ قادیانیوں کی صدر انجمن نے ایک خفیہ نقشہ تیار کیا ہے جس میں ہر مقام کے مسلمانوں کی تعلیمی حالت، اخلاق، عادات اور رجحانِ طبائع معلوم کرنے کے لئے مختلف عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ یہ دریافت کیا جاتا ہے کہ وہاں مولویوں کا زور ہے یا سپروں کا۔ وغیرہ۔ تاکہ ہر مقام کی جاہل آبادی کو اپنے دامِ ترویج میں لانے کے لئے مناسب سامان مہیا کیا جائے۔ جہاں سپروں کے ماننے والے زیادہ ہوں وہاں میزراجی کو مرشدِ عالم، مادی اور صاحبِ کرامات و معجزات ظاہر کیا جائے اور جہاں جہاں مولویوں کا اثر ہو وہاں ایسے مولوی تلاش کئے جائیں جو اپنے ایمان کو حبسِ قلیل کے بدلہ میں فروخت کرنے پر آمادہ ہو سکیں۔ اس نقشہ کی خانہ پری کے لئے میزرائی مبلغین کے قافلے کئی سال سے دورہ کر رہے ہیں کہیں کانگرس

کے حامی بن جاتے ہیں اور کسی جگہ اپنے آپ کو مسلم لیگ کا نمائندہ ظاہر کرتے ہیں۔ سادہ لوح اور بے خبر مولوی اور صوفی انہیں مبلغ اسلام سمجھ کر اپنے ہاں جگہ دیتے ہیں۔ ان کی تقریریں کرائی جاتی ہیں۔ یہ لوگ اپنی تصانیف کے ذریعہ جافرن کے دلوں میں اپنے زہریلے عقائد کا بیج بو دیتے ہیں۔ حزب الانصار کے مبلغین نے کئی مقامات پر ان کا ناقب کیا مگر حزب کے پاس اس قدر وسیع ذرائع اور سرمایہ موجود نہیں کہ ان کی سرگرمیوں کا تمام ہندوستان میں مقابلہ کر سکے۔ اس لئے بنگال، کشمیر اور سندھ کے مشائخ عظام، علمائے کرام اور زعمائے ملت کو خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنے گرد و پیش کا جائزہ لینا چاہیئے اور جہاں کہیں بھی اسلامی لباس میں فادیانی بہروپوں کو دیکھیں۔ ان کے قبل و تکبیس کو کامیاب نہ ہونے دیں اور مسلمانوں کو بیدار فتن سے بچانے کے لئے عظیم جدوجہد کا آغاز کریں۔ حزب الانصار سے تبلیغی رابطہ چھین کر نوازہ اشخاص میں مفت تقسیم کریں اور اگر ضرورت سمجھیں تو اپنے ہاں حزب الانصار کی شاخ قائم کر کے مجلس مرکزیہ حزب الانصار بھیرہ سے مبلغین طلب کریں۔ جریدہ شمس الاسلام کی توسیع اشاعت میں حصہ لیکر حزب الانصار کا تبلیغی دائرہ عمل وسیع کریں۔ اس موقع پر اگر قائدین ملت اور علمائے کرام غفلت سے کام لیا تو آئندہ آنے والی نسلوں کی گمراہی کا باران کی گردنوں پر ہوگا۔ و ما علینا الا البلاغ المبین۔

**کلکتہ میں میزرائیوں کا جلسہ** کسی اور حصہ میں اپنا دفتر قائم کیا ہے اور اپنے دفتر کا نام دار التبلیغ رکھ کر اسکے

افتتاح کی رسم منانے کے لئے حیدر آباد کے میزرائی رئیس اکبر یار جنگ صاحب کو دعوت دی گئی۔ اخبارات میں جلی عنوان سے اس مراسم تقریب کے لئے پراپیگنڈا کیا۔ بنگال کے کانگریسیوں کی ہمدردی حاصل کی گئی۔ البرٹ ہال میں یکم دینے کی اجازت ملنے پر کلکتہ کے میزرائیوں نے خوشی کے نعرے بلند کئے۔ اور اس معمولی امر کو اینٹروپ کی فتح سے زیادہ اہمیت دی گئی۔ طبع آبادی صاحب کے اخبار ہند موضوعہ، راج سہ ماہی، کالم میں حسب ذیل اعلان شائع ہوا۔

”کلکتہ میں احمدیہ فرقہ کی تحریک۔“

البرٹ ہال میں جلسہ منعقد ہو گئے۔

صدر انجمن احمدیہ فادیان کے فیصلہ کے مطابق کلکتہ میں اس فرقہ کی ترقی کے لئے ایک مشین (رو)

سنبھالنا جائیگا۔

اس سلسلہ میں البرٹ ہال میں ایک پبلک میٹنگ سنت کارا نے چودھری کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ اسکی ابتدائی رسم نوب اکبر یار جنگ صاحب اور حیدر آباد دکن انجام دینگے متفرق فرقوں کے مشہور اور مثلاً پروفیسر کالی داس ناگ ڈیٹ، مشرے ڈنٹائی بی۔ اے ایم۔ آئی۔ اے، مشر برہما چکرورتی اور ڈاکٹر آرا احمد اس جلسہ میں تقریر فرمائی گئے۔ عوام سے شرکت کی التجا کی جاتی ہے۔

احمدیہ تحریک کی ایک تبلیغی ٹینک الہ راج کو ۲ بجے دن کے وقت سرت چندر بوس جو کہ بنگال کے مشہور کانگریسی لیڈر میں ان کے زیر صدارت منعقد ہوگی۔ مسٹر سبجاش چندر بوس صدر کانگریس کا بیان ہے کہ موجودہ وقت کاٹھا کرتے ہوئے ملک میں اتحاد پیدا کرنا سب سے اہم مسئلہ ہے۔ احمدیہ فرقہ مذہبی تحلل کے ذریعہ ملک میں اتحاد پیدا کرنا چاہتا ہے۔

فائین اس اعلان پر غور فرمائیں۔ پراپیگنڈے کا کمال سمجھئے یا عہد حاضر کے دجا جلی کی چال بازی قرار دیجئے اعلان سہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مشین گنیں رکھی گئی ہیں۔ اب اہل سنت کی خیر نہیں سرکار انگریزی کے خود کاشتہ پودا نے بنگال کے کانگریسیوں کو بھی اپنی طرف راغب کر لیا ہے۔ اور کلکتہ کے تمام فرقوں کے فائین است میزرائیہ کے ساتھ وابستگی کا اعلان کر رہے ہیں۔ بوس برادرز کی سیاسی شدھی ہو چکی ہے۔ اور وہ عہد حاضر کے اہم مسائل کے حل کے لئے مرزا محمود کے دامن کا سارا لیتا چلتا ہے۔ اور عنقریب ہی تمام بنگال کے اکابر راجی کی جے کانعہ بلند کر دیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ میزرائیوں کا تبلیغی مرکز کئی سال سے کلکتہ میں قائم ہے۔ مگر ۱۹۳۲ء میں امیر حزب الانصار سے تین مناظروں میں شکست کھانے کے بعد اور انجمن تبلیغ الاسلام کلکتہ کی پیہم تنگ و دو نے میزرائیت کی ترقی کی راہیں مسدود کر دیں۔ اور سراج بلدنگ جیسے مرکز کو چھوڑ کر شہر کے کسی اور گمنام حصہ میں جا کر پناہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ کلکتہ جیسے شہر میں شہرت و نام و نمود کے طلبگاروں کی کمی نہیں۔ جاہ طلب لیکچرار معمولی ترغیب پر مل سکتے ہیں۔ لھذا البرٹ ہال میں ان کا جلسہ کر دیا۔ چند بنگالیوں کا جمع ہو کر اپنے خیالات ظاہر کر دیا۔ یا مسٹر بوس جیسے اشخاص کا کسی جلسہ کی صدارت قبول کر لینا میزرائیوں کے لئے مسرت کا پیام نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بنگال کے صدما مسلم زعماء میں سے کسی نے بھی میزرائیوں کے جلسہ کی صدارت کر کے مسلم رائے عامہ کو ٹھکرانے کی اپنے میں ہمت نہیں پائی۔

**صدر کانگریس اور میزرائی** سبجاش چندر بوس صدر کانگریس کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ احمدیہ فرقہ مذہبی تحلل کے ذریعہ ملک میں اتحاد پیدا کرنا چاہتا ہے۔ یہ الفاظ اگر واقعی مسٹر بوس کی

زبان سے نکلے ہوں۔ تو کانگریسی زعماء کے عدم تدبر اور بے خبری کا جہد قائم کیا جائے۔ کم ہے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مرزا محمود نے اولی الاکامہ منہک کی نئی تفسیر کے ذریعہ اسلامیان ہند کے خلاف کانگریس سے ساز باز شروع کر رکھی ہے۔ پٹنہ نہرو کی آمد پر لاہوری میزرائی والٹیپوں نے اس کا شاندار استقبال کیا تھا۔ اور اس کے جلسہ میں نہرو صاحب نے میزرائیوں کی حمایت میں ایک بیان بھی شائع کیا تھا۔ بہر حال میزرائیوں کی سیاسی قلابازی حیرت انگیز ہے۔ میزرائیوں کے مذہبی تحلل کی کامل کیفیت قادیان کے مظلوم ہندو مسلم اور سکھ باشندگان کی زبان سے ہی جاسکتی ہے۔ ہندوستان میں اس انوکھے قسم کے ”مذہبی تحلل“ کے علمبردار ہندوؤں میں سوامی دیانند اور مسلمان کھلانے والوں میں میزرائی احمد صاحب

ہی قرار دے جا سکتے ہیں۔ ان دونوں مذہبی لیڈروں کی تصانیف نے ہندو اور مسلمان میں مستقل خلیج حائل کر دی ہے۔ امت میزرائیہ نے آج تک مذہبی شکل سے کام لیکر باشندگان قادیان پر عرصہ بیات تنگ کر رکھا ہے۔ اختلاف رائے رکھنے کے جرم میں محمد امین مجاہد بخارا۔ حاجی محمد حسین ٹالوی۔ فخر الدین ملتانی۔ اللہ داد پراجہ بھیری و دیگر کئی اشخاص ان کے ہاتھوں قتل ہو چکے ہیں۔ مسٹر کھوسلا سٹیشن منیجر گورداسپور کے فیصلہ کی اصلیت دنیا پر بے نقاب ہو چکی ہے مگر افسوس ہے کہ مسٹر موس جیسے عاقبت اندیش لیڈر ان کے ظاہری اور بناوٹی تقدس سے متاثر ہو کر یا کسی سیاسی مصلحت کے لحاظ سے ان کی سرپرستی و اعانت پر آمادہ ہو چکے ہیں۔ مگر وہ وقت قریب ہے جب کہ ان پر اصل حقیقت کا انکشاف ہو جائیگا۔ اور انہیں مجبوراً ان مارے آئین کو اپنے دامن سے علیحدہ کرنا پڑیگا۔

**اجرائیہ کی انوکھی دلیل**  
 کلکتہ میں دارالبلاغ کے افتتاح کے موقع پر اکبر یار جنگ صاحب نے ایک تبلیغی تقریر بھی ارشاد فرمائی جسے بصورت ٹریکٹ شائع کر کے میزرائیوں نے کلکتہ کی مسلم آبادی میں تقسیم کیا ہے ہم نے بڑی دلچسپی کے ساتھ اس کا مطالعہ کیا۔ مگر اس کے مطالعہ سے صرف یہ معلوم ہو سکا کہ میزرائیوں میں چھوٹے سے لے کر بڑے۔ جاہل سے لیکر عالم تک کسی کے پاس بھی اجرائیہ نبوت کے لئے کوئی عقلی یا نقلی دلیل موجود نہیں۔ سرسزرائی اپنے خلیفہ کا اندھا مقلد ہے۔ خداوند کریم نے انہیں غور و فکر کی قوت سے محروم کر دیا ہے۔ اکبر یار جنگ صاحب کے تمام خطبہ سے صرف یہ ثابت ہوا ہے۔ پہلے انبیاء کی تعلیمات چونکہ محفوظ نہ تھیں۔ لہذا انبیاء کی آمد کا سلسلہ جاری رہا۔ اب چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اصلی صورت میں موجود ہیں۔ لہذا کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ مگر تعجب ہے کہ اس نتیجہ پر پہنچ کر سرسزرائی مقرر کا قدم میزراجی کی اندھی تقلید میں پھسل جاتا ہے۔ یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل تعلیمات مکمل حالت میں موجود ہیں۔ اور ان سے ہدایت حاصل کی جاسکتی ہے۔ یہ کہنا شروع کرتا ہے کہ ان تعلیمات میں تکرید پیدا ہو گیا ہے۔ ان تعلیمات میں انسانی آلائشیں موجود ہیں۔ نیز قرآن و تعلیمات اسلام سے بغیر آسمانی وحی و الہام کے فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اب ان تعلیمات کی تشریح کے لئے جدید وحی کی ضرورت ہے۔ ہم اس موقع پر اکبر یار جنگ کی مطبوعہ تقریر میں دو نو قسم کے اصل اقتباسات پیش کر کے فیصلہ قارئین کرام پر چھوڑتے ہیں۔

## دوسرا بیان

۱۔ (نذیب کے اصلی جزو و مقتضائی کو چھوڑ کر نیا جزو سنئے (بیر) جو کوئی ان (میزرائی غلام احمد صاحب) سے انکار کرتا ہے وہ گویا خدا کے وعدہ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے

## ایک بیان

۱۔ آسمانی مذاہب کی تعلیم اور اس پاک برگزیدہ انسان کی سوانح حیات جس کے ذریعہ یہ تعلیم ملی۔ نذیب کا اصلی جزو ہوتا ہے۔ اور یہی وہ منظر پائی ہوتا ہے جو آسمانی



ارش سے نازل ہوتا ہے۔ اگر یہ محفوظ ہو جائے تو انسان کے لئے ہمیشہ کارآمد ہے۔  
(صفحہ ۹ سطر ۲ تا ۶)

۱۔ کے فرمان کا انکار کرتا ہے۔ (صفحہ ۱۰ سطر ۱۱، ۱۲، ۱۳)  
(میرزا محمود صاحب کی) خلافت حق کا قیام و التزم اسلام کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ جس سے آج مسلمان علیحدہ ہو کر تباہی کے گڑھے میں گر چکے ہیں۔ (صفحہ ۱ سطر ۱۱، ۱۲)

۲۔ (تعلیمات کے محفوظ رہنے کی حقیقت زبان میرزائی سنئے) اس طویل عرصہ میں یہ آب منظر اتنے ہاتھوں سے اور اتنے ذرائع سے اتنے لوگوں کو پہنچایا جا رہا ہے جن کی کثرت کی وجہ سے اس کے حاصل کرنے میں کچھ تکدر بھی ہو گیا..... کوئی انسانی کوشش اصل کو آتش سے علیحدہ کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتی ہے اسلئے پھر ضرورت پیدا ہوئی کہ اس کا دل اور کل آسمانی تعلیم کی اصلیت کو انسانی دست و برد کی آلائشوں سے پاک و صاف کرنے کیلئے خدا کی قدرت جلوہ گر ہو۔ اور وہ کسی انسان کو برگزیدہ کر کے اس سے یہ کام لے۔

(صفحہ ۱۲ سطر ۱ تا ۱۲)

۳۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات محفوظ نہیں رہیں۔ ان میں آلائشوں کی وجہ سے مکدر پیدا ہو گیا۔ (مدیری)

۴۔ یہی اعتقاد جماعت احمدیہ کا ہے جو یقین رکھتی ہے اور ایمان لاتی ہے کہ اس زمانہ میں کامل و مکمل دین اسلام کی اصل تعلیمات کو آلائشوں سے پاک و صاف کرنے کا دُنیا کو پہنچانے کا کام اس نے اپنے برگزیدہ حضرت میرزا غلام احمد قادیانی کے سپرد کیا ہے۔

(صفحہ ۱۲ سطر ۱۳)

۵۔ حضرت ختمی مآب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام گزشتہ انبیاء کے مسئلہ کا یہی حال ہو کہ نہ ان کی تعلیمات محفوظ ہیں نہ ان کے سوانح حیات جن کے ذریعہ سے نمونہ عمل محفوظ ہو۔ لیکن قرآن پاک اور سوانح حیات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح محفوظ ہے کہ اس میں ایک شوشہ یا ایک حرکت کی بھی تبدیلی یا تیسریدائیں ہوا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح حیات خصوصاً زمانہ نبوت کے تمام حرکات سکنت اس طرح محفوظ ہیں۔ کہ قرآن کی پوری عملی تعلیم ہمارے سامنے آجاتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی ہر حرکت و سکون پوری تفصیل کیساتھ اس طرح ہماری نظروں کے سامنے ہے کہ اس موجودہ زمانہ کے زندہ شخص کے حرکات سکنت پر بھی ہم اس تفصیل سے مطلع نہیں ہو سکتے۔

(صفحہ ۱۰ سطر ۱ تا ۱۰)

۶۔ کوئی مذہبی عقل اس کو قبول ہی نہیں کر سکتی ہے کہ تعلیم الہی اور نمونہ عمل کی اس طرح حفاظت کے بعد پھر جدید تعلیموں کی ضرورت باقی رہ سکتی ہے۔ خصوصاً جبکہ وہ تعلیم جو اس طرح محفوظ رکھی گئی ہو۔ اتنی کامل و مکمل ہو۔ جو ہر زمانہ کی انسانی ضروریات پر حاوی ہو سکے۔

ص ۱۹ سطر ۲۰ تا ۲۱)



ہم اگر زمانے کی دست برد سے یہ دونوں چیزیں دیکھتے  
آسمانی مذاہب کی تعلیم اور سوانح حیات (نا بود ہو جائیں  
تو سمجھنا چاہیے کہ بارش کا وہ پانی جو آسمان سے برسا  
تھا زمین میں پوٹ ہو کر غائب اور دسترس سے باہر  
ہو گیا۔ اور انسان کو اب پھر تازہ بارش کی ضرورت پیدا  
ہو گئی جو اپنے وقت پر برس گئی۔  
وصفہ ۱۱- تا ۱۵)

۵۔ - ریزہ صاحب کا کوئی نیا دعویٰ نہیں ہے۔  
(صفحہ ۱۳ سطر ۶)

۴۔ - اگرچہ ریزائی مقرر تسلیم کرتا ہے کہ دونوں چیزیں محفوظ ہیں۔  
مگر پھر بھی کہتا ہے کہ آسمان سے بارش یعنی وحی کے بغیر  
ان دونوں چیزوں پر عمل دشوار ہے (تیسرا) کہتا ہے:-  
ہر کوئی فرقہ دوسرے فرقہ کو محض خشک علمی دلائل سے  
اپنی طرف راغب اور مائل نہیں کر سکتا ہے۔ تو ضروری  
ہے کہ کوئی علمی قوت ماوراء علوم انسانی ان اخلاعات  
کے مٹانے کے لئے استعمال کی جائے اور وہ قوت  
سوائے وحی اور الہام کے ہو کیا ہو سکتی ہے یہ ضروری  
نہیں کہ وحی و الہام صرف شریعت کے لئے ہی ہو۔  
شریعت کی اشاعت اور انسانی اوہام و خیالات سے  
شریعت کو پاک و صاف کرنے کیلئے بھی وحی و الہام  
ہی ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ عقلی دلائل اور انسانی علوم ہوا  
پیدا کی گئی اور کچھ پیدا نہیں کر سکتے۔ (صفحہ ۱۴ سطر ۱۱ تا ۱۲)  
اگرچہ کہ قرآن کی تعلیمات اور نبی کریم کے ارشادات چھت  
اور معمول کا مجموعہ ہے آلائشات سے ان میں تکرار و تباہ  
ہے۔ اس کا سمجھنا دشوار ہے اس سے ہدایت حاصل  
نہیں ہو سکتی جب تک کہ نہی بارش آسمان سے نہ ہو۔  
وقس علیٰ ہذا من الصفوات المیزانیہ)  
۵۔ - ریزہ صاحب صرف یہ کہتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ اپنی  
طرف سے قوت دیکر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت  
کیلئے مجتہد کیا تو اور مجھے وہ بصیرت لانی عطا فرمائی کہ  
کہ میں کھوٹے کو کھڑے سے الگ کر کے خالص اسلام  
کو بطرح وہ مقطر پانی کی طرح نازل ہو وہ دنیا کو پہنچا دو  
(صفحہ ۱۳ سطر ۹ تا ۱۲)

یعنی جس کو یہ صحیح کہیں وہ صحیح اور جس تعلیم کو رد کریں وہ

غیر صحیح جیسا کہ میرزا صاحب اعجاز احمدی میں لکھتے ہیں۔  
 ”کہ ہم اپنی وحی کے مخالف جو بھی حدیث ہو اسکو ردی کی ٹوکری  
 میں ڈال دیتے ہیں“

آگے چل کر میرزائی منفرد کی جہتلبلیات کے نونے ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) ”جب اندرونی اختلافات و اختلاف آراء اہل اسلام میں اس درجہ تک پہنچ جائیگا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ وعدہ ہے  
 کہ ایک وجود روحانی حکمور روح القدس سے تائید دی جائیگی۔ ان اختلافات کے مٹانے کیلئے حکم اور عدل بنا کر بھیجا جائیگا“  
 (مکلا سطر ۱۲ تا ۱۶) وہ سری جگہ لکھتا ہے رسول مقبول کا ارشاد ہے کہ آخری زمانہ میں اسلام کی تائید کے لئے نفس زکیہ  
 مؤید بروح القدس آئیگا (صفحہ ۱۵ سطر ۱۳) کیا کوئی میرزائی کسی حدیث صحیحہ یا قرآن مجید کی کسی آیت سے ان الفاظ میں  
 وعدہ دکھلا سکتا ہے فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاقفوا الزام۔

اگر کوہک مسیح علیہ السلام کے نزول کا ذکر احادیث میں موجود ہے تو کسی حدیث میں یہ موجود نہیں کہ مسیح علیہ السلام اندرونی  
 اختلافات و اختلاف آراء کو دور کرنے کے لئے آئیگے۔ مسیح علیہ السلام صرف قتل و جال اور کسر صلیب کے لئے تشریف  
 فرما ہونگے اور آپکے نزول سے چونکہ نقلی مسیح قبل ہوگا لہذا یہودی آپ پر ایمان لائیگے۔ اور عیسائی آپکے ہاتھ پر توبہ کرئیگے  
 اس طرح کسر صلیب واقع ہوگا۔ اور آپ جیسے جلیل القدر پیغمبر اور کروڑوں انسانوں کے معبود کا آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی صداقت میں رطب اللسان ہونے سے اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا۔ چار دانگ عالم میں توحید کا ڈنک بج جائیگا۔  
 (۲) اس شخص کو جس کو روح القدس کی تائید حاصل ہو بطور علم کے نہیں بلکہ وصف کے لحاظ سے عیسیٰ بن مریم کہا جاسکتا ہے  
 صفحہ ۱۴ سطر آخری)

احادیث میں آنے والے موعود کا نام مسیح ابن مریم۔ ابن مریم یا عیسیٰ ابن مریم کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔ وہاں نہ تو  
 روح القدس کا ذکر ہے اور نہ ہی مسیحیت کے کسی وصف کا ذکر ہے۔ مسیح بن مریم کو وصف صرف میرزائی ہی قرار دے سکتے  
 ہیں۔ دنیا میں کسی کو مسیح الملک، مسیح زمان، یا بہتم دوران تو کہا جاسکتا ہے۔ مگر مسیح ابن مریم، یا ستم ابن رال کہنا کسی  
 طرح بھی جائز نہیں۔ نیز۔ اگر کہا جائے کہ البرٹ ہال میں مسٹر بوس تقریر کرئیگے۔ تو دنیا کا کوئی انسان مسٹر بوس  
 سے مراد نہ بنت جو اس نعل نہرو نہیں لے سکتا۔ حالانکہ نہرو فاضلی صدر کا ٹنگر بس رہ چکے ہیں۔ اور لیکچر ادا کر دیتے ہیں  
 میں دونوں ایک جیسی مشرت حاصل کر چکے ہیں۔ دنیا کی کسی زبان کا قاعدہ نہیں کہ علم (noun) نام (name)  
 سے استعارہ مراد لے عربی فن معانی کا سلفہ فیصلہ ہے کہ استعارہ فی الا علامہ لہذا مسیح ابن مریم سے غلام مسیح  
 ابن چراغ بی بی مراد لینا اسی طرح غلط ہے جیسا کہ مسٹر بوس سے خواہر لیل مراد لینا صحیح نہیں ہو سکتا۔

نیز۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات معنی تھے۔ چشتیان تھے۔ یا کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم واضح

ادبین احکام نہ رائے تھے کیا وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدہا احادیث میں مسیح ابن مریم کے آنی کی خبر دی اور صحابہ کرام کو کیا ہو گیا تھا۔ کہ کسی ضعیف سے ضعیف بلکہ کسی موضوع حدیث میں بھی لکھا ہوا نہیں ہے کہ کسی صحابی نے یہ بھی عرض کیا ہو کہ مسیح تو فوت ہو چکا قرآن کی ساٹھ آیتیں اسکے مرنے پر گواہ ہیں اب مسیح ابن مریم کے نزول سے حضور کی کیا مراد ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و ارشادات واضح بین اور صاف ہیں۔ ان میں تاویلات کر کے بھلچل اپنا کوئی نہ کوئی راستہ لگانا چاہتا ہے مبارک ہیں وہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و تعلیمات کو اپنے لئے صحیح راہ عمل بنائے رکھیں اور ہر نئی بدعت و ضلالت کجی و گمراہی سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں

**غیبی بشارات** میر شمس الاسلام ان دنوں خاندانی تنازعات اور بعض روحانی کالیف کی وجہ سے بہت پریشان رہتا ہے۔ ایک دوست کے مشورہ سے لسان الغیب حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے دیوان سے فال دیکھنے کا ارادہ کیا کتاب کو کھولتے ہی حسب ذیل اشعار نظر آئے۔ جو قارئین کی تفریح و طبع کے لئے درج کئے جاتے ہیں۔ یہ اشعار کسی مزید تشریح کے محتاج نہیں۔

ہاں مشو تو مید چوں واقف نہ از مرغیب      باشد اندر پردہ باز ہائے پنہاں غم مخور  
ہر کہ سرگرداں بہالم گشت و غم خواہی نیافت      آخر الامر او تو خواہے رسد ناں غم مخور  
دیباہاں گر بشوق کعبہ خواہی زد قدم      سر نشما گر کند خار مغیلاں غم مخور  
حال ما و فرقت جاہاں و ابرام رقیب      جملہ مید اند خدائے حال گرداں غم مخور  
ایدل اسیل فنا بنیادستی بر کند      چوں ترا و ج است کشتیاں رطوفاں غم مخور  
گرچہ منزل بس خطرناک است مقصد نا پید      ہیچ را ہے نیت کو رانیت پایاں غم مخور  
حافظا در کنج فقر و خلوت شبائے تار  
تا بود و ردت دعا و درس قرآن غم مخور

**اطلاع** جو صاحب کتابت کا کام کرانا چاہیں۔ وہ ہمارے ذریعہ رعائتی نرخ پر عمدہ کام کرا سکتے ہیں۔ بذریعہ خط و کتابت جملہ امور کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔  
نوٹ: کھیلے شمس الاسلام کی لکھائی کا ملاحظہ کر لیں۔

نیچر جریدہ شمس الاسلام بحیرہ

# بَک التَّغْصِبِ

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ طَٰغَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ وَوَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ سورہ بقرہ - ع ۴

ترجمہ جب ہم نے فرشتوں کو کہا کہ آدم کے سامنے تعظیماً جھک جاؤ تو سبھی جھک گئے مگر ابلیس نے انکار کیا اور اتراٹے ہوئے نافرمانوں میں شامل ہو گیا۔ ہم نے آدم کو کہا کہ تم اور ہماری بیوی جنت میں قیام کرو۔ اور جہاں سے جی چاہے خوشی سے کھاؤ۔ (ہاں) اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ اپنا نقصان کرنا لوں سے ہو جاؤ گا۔

تفسیر: مخلص احسانات خداوندی سے کہ جو بنی نوع انسان پر کئے گئے ہیں ایک یہ عظیم الشان احسان و امتنان بھی ہے کہ اس خالی پتے کو علم عیسیٰ نعمت غلطی سے سرور افرار فرشتوں جیسی پاک ستیوں کو اس کا مطیع و متقاد بنایا گیا۔ اصل واقعہ کی طرف حضرت انسان کی توجہ مبذول کرانی جاتی ہے کہ ہمیں اپنے رب کی عبادت و یاد میں ہمہ تن گوشاں رہنا چاہیے۔ کیونکہ ہم نے ہمیں اپنے دست قدرت سے بنایا۔ تمام کائنات ارضی و سماوی تمہاری چیز و ذرہ زندگی و معیشت کے سر انجام دینے کے لئے بنائی گئی۔ اپنی نیابت کے قابل بنایا۔ تاج خلافت تمہارے سر پر رکھا۔ پھر عیسیٰ پر کفایت نہیں کی بلکہ مخلوق میں ارضی و سماوی کے قلوب پر ہماری قابلیت کا سک ٹھایا۔ اور عملاً سرگرم ہو کر ہم سے سارے سامنے سر تسلیم خم کرنے کو مجبور کیا گیا۔ منوجب تمہارے باپ آدم نے کمالات علمی کی وجہ سے جو ہماری خاص مہربانی اور منظور نظر ہونے کے باعث عطا کئے گئے تھے۔ فرشتوں پر ظاہر اور عیالیانہ توقیت حاصل کر لی۔ تو ہم نے اپنی پاک مخلوق کو حکم دیا۔ کہ تم عملاً و فعلاً آدم کے سامنے جھک کر آداب تعظیم بجا لاؤ۔ تمام ملائکہ نے حکم سنے۔ اسی خلیفہ کے رو برو سر نہایت خم کیا۔ مگر شیطان نے حکم عدولی کی۔ نوراً بارگاہ ایزدی سے اسے عتاب و انتقار ہوا۔ کہ جسے ہم نے اپنے دست قدرت سے بنا کر علم عیسیٰ دولت سے سرور افرار کرتے ہوئے اپنی خلافت و نیابت کے مستحق بنایا ہے۔ تمہیں اس کی اطاعت سے انکار کیوں ہے کیا تمہاری حیثیت اس سے بڑھ کر ہے۔ کیا تم ملحد متحرک ہو۔ شیطان نے نہ صرف جواب دیا۔ کہ حضور یہ امر خلاف عقل ہے۔ آپ کے خلیفہ کی پیدائش قدوس میں پامال ہونے والی ٹی سے ہے اور میری مشرت آگ سے ہے اور یہ بدیہی بات ہے کہ آگ سٹی سے اگلے ہے کیا ہماری ٹانگی کو پناہ سردار و حاکم جان لے حکم الہی ہوا کہ فرما ہماری پاک مخلوق سے علیحدہ ہو جاؤ۔ اور تاقیامت ہماری رحمت



سے دور ہو۔ عزت و شرافت ہمارے ہاتھ ہے۔ جسے چاہیں مغلط و محترم بنائیں۔ جسے چاہیں اونے و مفصول قرار دیں۔ واقعہ یہاں دو امر قابل تفصیل ہیں۔ ایک تو یہ کہ حضرت آدم کے سامنے سجدہ کس قسم کا تھا۔ دوسرا شیطان کو جنوں میں سے ہے۔ ملائکہ میں اس کی شمولیت کیسے ہوئی۔ مفسرین کرام نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ اپنی تفسیروں میں لکھا ہے یہاں ان کے بیان کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔ حضرت آدم کے سامنے سجدہ بایں صورت نہ تھا۔ کذاب اور جبین زمین پر رکھ کر فرشتے حضرت آدم کے سامنے گر پڑے ہوں۔ بلکہ یہاں سجدہ سے لغوی معنی مراد ہے۔ لغت میں سجدہ محض جھکنے کو کہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

فقدن لها واما ايسا خطا مہر وقلن له اسجد ليلي فاسجد

ایک سرکش اونٹ کو جو تین میلے کے سامنے لاکر کہنے لگے کہ تو ایلی کے سامنے جھک جا۔ پس وہ امثال امر کے لئے جھک گیا۔ اور شرع میں سجدہ جہنم یا زنا و زنا کے کو زمین پر رکھ کر تعظیم بجالانے کو کہتے ہیں۔ اور ایسا سجدہ بجز احکام الہیائیں کے کسی مخلوق و انسان کے لائق نہیں ہے ملاحظہ ہو لا تسجدوا للشمس ولا للنقیر فاسجدوا للہ الذی خلقھن آفتاب و ماہتاب کو سجدہ نہ بناؤ جس نے انہیں پیدا کیے اسکے سامنے سجدہ کرو۔ شیطان ریاضت و عبادت کی وجہ سے فرشتوں میں رہتا تھا۔ جب فرشتوں جیسی پاک مخلوق کو سجدہ کا حکم ہوا۔ تو لازماً ادنیٰ مخلوق کو بھی یہ حکم شامل تھا۔ نتائج کے طور پر اس قصہ سے چند امور کی رہنمائی ہوتی ہے۔ (۱) حمد بری بلا ہے۔ اور تمام گناہوں سے بہت بڑا گناہ ہے۔ جسکی بنا پر شیطان کی حیات عاصی اور دائمی تباہ و برباد ہو گئی۔

(۲) خداوند تعالیٰ کے حکم کے سامنے بلا چون و چرا تسلیم و حکم کر دینا چاہئے۔ وہاں عقلی ڈھکوسلوں کی گنجائش و سما نہیں اس کی رضا کا طلب گار ہونا چاہئے۔ اس کے اوپر کتناخی و مشوخی اپنی تباہی کا باعث ہے۔ وہاں نیاز و انکساری ہی چاہیئے۔

(۳) اپنی عبادت و ریاضت پر نازاں اور غرور نہ کرنا چاہئے۔ ہر وقت اسکی جباریت و قہارت سے ڈرتے رہنا چاہئے اور اپنی زبان کو محفوظ رکھنا چاہئے۔ تاکہ کوئی فقرہ ایسا صادر نہ ہو جو تباہی کا باعث بنے۔

رسالہ خیر جاری در ترویج مذہب خاکساری از تصنیف پیرزادہ مولانا محمد ربیاء الحق صاحب

کاسمی قیمت ۱۰

رسالہ مظلوم قوم از تصنیف مولانا مولوی محمد بخش صاحب سلمی۔ ۱۔ لاہوری قیمت ۵۰  
چھلنے کا مکتبہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)

# بَابُ الْحَدِيثِ

(۱) ایک شخص نے عرض کیا حضور میرے حسن معاشرت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے۔ فرمایا تمہاری ماں۔ عرض کیا پھر کون فرمایا تمہاری ماں عرض کیا پھر کون فرمایا تمہاری ماں عرض کیا پھر کون فرمایا تمہارے باپ (متفق علیہ)

(۲) حضور نے ارشاد فرمایا۔ کیا میں تم کو سب سے بڑے تین گناہ بتاؤں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ بتائیے، فرمایا اللہ کا شریک بتانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور مکروہ و زور کی بات کہنا (الحديث - ادب مفرد)

(۳) جاہلہ نے بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں اور آپ سے مشورہ لینے آیا ہوں۔ فرمایا تمہاری ماں ہے عرض کیا ماں۔ فرمایا تم اس کی خدمت میں لگے رہو۔ کیونکہ جنت اس کے پیر کے پاس ہے (احمد - نسائی - بیہقی)

(۴) حضور نے فرمایا اس شخص کی ناک رگڑے ناک رگڑے ناک رگڑے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کس کی۔ فرمایا اس شخص کی جو اپنے ماں باپ دونوں کو یا ایک کو بڑھا پائے اور پھر ران کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو۔ (مسلم)

(۵) رب کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے۔ (ترمذی)

(۶) ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ ماں باپ کا حق اولاد پر کیا ہے۔ فرمایا وہ دونوں تمہاری حجت اور دوزخ ہیں (ابن ماجہ)

(۷) جو بارز نیک، اڑکا اپنے والدین کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ ہر نظر کے عوض ایک مقبول حج لکھتا ہے صحابہ نے کہا اگرچہ وہ ہر روز سو مرتبہ دیکھے۔ فرمایا ماں اللہ بہت بڑا اور نہایت پاک ہے بیہقی

(۸) تمام گناہوں میں سے جو اللہ چاہتا ہے معاف فرما دیتا ہے۔ مگر ماں باپ کی نافرمانی کی سزا موت سے پہلے زندگی میں ہی دے دی جاتی ہے۔

## کتاب تحقیق المرام فی منع القرۃ خلف الامام

غلام رسول صاحب حنفی قاسمی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اس میں مصنف مرحوم نے حنفی مذہب کی تائید کرتے ہوئے

امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے پر قوی دلائل پیش کئے ہیں قیمت ۸

لئے کاغذہ خیر شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)

# فتاویٰ قاسمیہ

تحقیق المسائل

## کتاب الرضاع

استفتا، دو عورتیں ہیں جن میں سے ایک کے بچہ کو دوسری نے دودھ پلایا۔ شیر دھندہ کا اس وقت اپنا بچہ بھی گود میں تھا۔ ازاں بعد دونوں بچے فوت ہو گئے۔ اور ان کے بعد بھی دونوں عورتوں کے ہاں اولاد ہوتی رہی اور مرنے لگی آخر میں اب ان میں سے ایک کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ اور دوسری کے ہاں لڑکی۔ پس کیا بموجب شرع شریف ان دونوں بچوں کا باہمی نکاح جائز ہے؟

جواب ہاں جائز ہے جیسا کہ کتب فقہ میں یہ مسئلہ مقرر ہے۔ یہاں صرف شرح و فلیہ کی عبارت نقل کی جاتی ہے:-

و یحل اخت اخیه رضاعاً (کتاب الرضاع)

فقہ عبد اللہ الغنی غلام رسول الحنفی القاسمی عفی عنہ

سوال ہمیشہ کی رضاعی والدہ سے بھائی کا نکاح درست ہے یا نہ؟

ہمیشہ نسبہ کی رضاعی والدہ کے ساتھ بھائی کا نکاح درست ہے۔

جواب کتاب الامتختار و اخیه رضاعاً لیسیت امہ و لا موطوعہ ابیہ، رد المحتار کتاب

النکاح باب الرضاع تحت قول الدر المختار و هذا المعنی مفقود فی الرضاع

نہ

عبد اللہ الغنی غلام رسول الحنفی القاسمی عفی عنہ

نامہ نگار ٹریمپون کا بیان انگریزی روزنامہ ٹریمپون لاہور اپنی اشاعت مورخہ ۹ مارچ ۱۹۳۷ء کے

کالم میں اپنے نامہ نگار خصوصی کی طرف سے لکھتا ہے:-

مجلس مرکز یحییٰ الانصاری المعروف اللہ کے غلاموں کی جماعت کا سالانہ جلسہ کل شرع ہو گیا ہے، ایک

غظیم الشان جلوس مشتمل بر آٹھ ہزار اشخاص شہر سے گذر کر مسلم حلقہ دلکش طریقہ سے سجائے

گئے تھے۔ جلوس کثیر التعداد رضا کاروں سے ترتیب دیا گیا تھا۔ رضا کار سرخ اور خاک و ردیوں میں ملبوس

تھے۔ اور مختلف قسم کے اسلامی ننگی تلواروں، لاطھیوں سے مسلح تھے۔

# عرض حال

دارالعلوم غفریہ میں یکم اپریل سے خوشنویسی و فنِ کتابت کی تعلیم کا شعبہ کھلنے کا فیصلہ کیا گیا ہے کارکنان کی رائے میں آزادانہ کسب معاش کے لئے مختلف قسم کی دستکاریوں کی تعلیم کا انتظام ضروری سمجھا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ پہلا قدم اٹھایا جا رہا ہے اگر حالات نے مساعدت کی اور مالی مشکلات دور ہو گئیں۔ تو صنت و حرفت کے مزید شعبوں کا افتتاح بھی ہو سکیگا۔

**تبلیغ احکام الہی** جلسہ سالانہ حزب الانصار ۴-۵-۶ مارچ کو منعقد ہوا جب کی مفصل روئداد اسی اشاعت میں دوسرے مقام پر درج ہے جلسہ سے فراغت کے بعد امیر حزب الانصار نے برفاقت مولوی عبد الرحمن صاحب کمر وٹیکا ضلع ملتان، اور چنگ نگھیانہ کے تبلیغی جلسوں میں شرکت اختیار کی۔ یوم عاشورہ ۱۰ محرم کو امیر حزب الانصار نے نگھیانہ میں، مولانا محمد قاسم نے مقام پنڈو انخان ضلع جہلم اور مولوی عبد الرحمن صاحب نے بمقام جھابیاں اعلاہ کلمتہ النبی کا فریضہ انجام دیا بھیرہ میں عاشورہ کے دن بمقام جامع مسجد شانداز جلسہ منعقد ہوا جس میں مولانا محمد الدین صاحب صدر مدرس و مولانا عبدالحی صاحب و حاجی افتخار احمد گوبی کی تقاریر ہوئیں۔ مولوی عبد الرحمن صاحب نے ۸ محرم کو حضور پور کے جلسہ میں بھی شرکت اختیار کی،

حزب الانصار کے سالانہ تبلیغی دورہ کا آغاز ۲ مارچ کو ہوا۔ زین پور اور سردا اکبہ میں جلسے منعقد ہو چکے تھے مسلسل تقاریر نزلہ و کھانسی کی وجہ سے امیر حزب الانصار کی صحت خراب ہو گئی ہے لہذا اطباء کے مشورہ سے دورہ میں چند روز کا التوا لگایا گیا ہے انشاء اللہ ۵ اپریل کو حزب الانصار کا تبلیغی وفد بھیرہ سے روانہ ہو کر سکھیل ضلع گوجرانوالہ پہنچ جائیگا وہاں سے شاہ پور صدر، ٹولہ سیداں، لیلیانی اور کوٹ موہن سے ہوتے ہوئے تلنگنگ و ٹیکسلا کے علاقوں کا دورہ کیا جائیگا۔

۱۰ محرم کو بمقام نوحہ ہر سال تبلیغی جلسہ منعقد ہوتا ہے۔ اس سال بھی سیر برہتی مولوی نور الدین صاحب انصاری شانداز جلسہ منعقد ہوا۔ مولوی سید ولایت شاہ صاحب گجراتی، مولوی احمد دین صاحب گجراتی، صاحبزادہ عبدالغفور صاحب نور خانہ والا۔ پیر دیوان علی شاہ صاحب انجلاوی کی رخصت شکر تقاریر ہوئیں۔

**مرمت و تعمیر** جامع مسجد کی مرمت اور دارالاقامہ کی تعمیر کا کام ابھی تک زیر التوا ہے حزب الانصار کے پاس سرمایہ موجود نہیں۔ مرمت و تعمیر کا دوبارہ آغاز معاونین کے دستِ کرم پر موقوف ہے۔



# خرب الانصا بھیرہ کے سالانہ جلسہ ایک نظر

اس سال سالانہ جلسہ موضع ۳۷-۵۷، ۲۸ مارچ ۱۳۳۷ء پر اقامت آٹھ گنیش ناچیز کو بھی شرف شمولیت بخشا گیا تھا۔ شہر پرانا ہے، ٹکڑے خراب بلکہ نادر ہیں۔ مگر یہ امر خدایاں قابل اعتراض نہیں کیونکہ وہاں چھاؤنی نہیں اور حکمران قوم کی سکونت نہیں..... فخر افغاناں اور مذہب و شان کے جلیل القدر سلطان شیر شاہ سوری کی تعمیر کردہ جامع مسجد کو دیکھ کر جن خیالات میں مستغرق ہوا اس کو خدا ہی جانتا ہے۔ ایک طرف سکھوں کی چند روزہ حکومت میں مسجد کی ویرانی اور بربادی اور دوسری جانب سے (مردے از عین بروں آید و کارے بکنند) بلکہ کے معزز اور قابل احترام خاندان کی ان تھک سخی اور کوششوں سے اس کی دوبارہ تعمیر جن کے ملاحظہ سے درحقیقت ایک زندہ کرامت معلوم ہوتی ہے (کہ سوری) اور (گوری) رحمہما میں سے کون زیادہ مبارک باد اور عند اللہ زیادہ ثواب کے مستحق ہیں۔ بہر حال مجھے امید ہے کہ ہر ایک زائر و ناظر کی زبان سے بے ساختہ دعاے خیر اس کے بانی اور حامی کے حق میں نکلیگی، علاوہ بریں، ہمیں یہ بھی امید ہے کہ اگر مولانا ظہور احمد صاحب اور ان کے معاونین خرب الانصار حکومت افغانستان کے وزیر معارف اور عالی جناب صدر اعظم صاحب کو اس شاہی مسجد کی خبر گیری کی طرف متوجہ فرماویں تو کیا عجب کہ جہاں امیر حبیب اللہ خان مرحوم نے بدور ان سیاحت ہند میری موجودگی میں مبلغ تیس ہزار روپیہ واسطے مرمت مسجد مہارت خان عطا فرمایا تھا موجودہ شاہ کابل خلد اللہ ملکہ اپنے شانانہ اتفاقات سے اس مسجد کو اپنی اصلی حالت پر لے آئیں۔ بالخصوص ایسی حالت میں کہ ان کے ایک الواعزم ہم قوم افغان بادشاہ کی یادگار ہے۔ اور سوائے مضافات کے غریب اور نادار پنجابین کے کوئی اس کا پرسان حال نہیں (خدا ان کے آل و عیال میں برکت و منتطین پر رحمت نازل کرے)

(آدم بر سر مطلب) مولانا ظہور احمد صاحب متقی کے حسن انتظام اور ہمہ گفٹہ کی تگ و دو ایسی نہیں کہ نظر انداز کی جاسکے۔ مگر دعا ہے کہ خدائے قدوس تادیر گاہ ان کو سلامت و زندہ رکھ کر اپنے دین کی خدمت کی ذمہ دہن توفیق عطا فرمائے۔ مواظط کے لئے صاحب موصوف کی قابلیت اور نگاہ دور رس بھی قابل داد ہے۔ (اسرار امانت کا ریکارڈ) افسوس کہ اس کو اخیر تک بننے کا موقعہ ملیں نہ ہوا۔ خدا خواستہ اگر نیک کامی کو کچھ کمزوری کا نقص پہنچا۔ تو اس کی ذمہ داری مولانا کی گراں بار اور توی سیکل گردن پر ہوگی۔ مختلف نا دیدہ دوستوں سے ملنے اور تعارف پیدا کرنے سے جو خوشی حاصل ہوئی وہ بھولنے کے قابل نہیں لہذا دعا ہے کہ مولانا ظہور احمد صاحب کے نیک ارادوں کو اللہ جل شانہ بحسن و خوبی سر انجام تک پہنچائے۔

اور مسلمانوں کو توفیق بخشے کہ موجودہ رسالہ شمس الاسلام کو کم از کم اسی سال مہینے میں دوبار طبع ہونان کی قراخ دلی سے نصیب ہو.....

**ایک عجیب سوال** آخری شب مولانا طہور احمد صاحب کی نشنگاہ میں میری عدم موجودگی میں یوپی کے ایک خوش الحان مدح خوان عبد الرحیم صاحب کو ایک شیخ نے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ ننگش صاحب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ کی نواسی بی بی فاطمہ کی بیٹی ام کلثوم حضرت عمر سے بیای گئی تھی حالانکہ حضرت عمر کی بیٹی خود رسول سے بیای گئی تھی۔ پھر کس طرح سے فاطمہ زہرا کی بیٹی کے ساتھ حضرت عمر کی شادی جائز ہو سکتی تھی۔ فاطمہ زہرا کی بیٹی سے جواباً عرض کیا۔ کہ ام کلثوم دختر حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما حضرت فاروق اعظم کی دختر ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول خیر البشر کے بطن سے تونہ تھی کہ جس کے ساتھ نکاح جائز نہ ہوتا۔ الغرض وہاں سے دل جمعی اور اطمینان کے ساتھ ہر ایک متنفس اپنے اپنے گھروں کی طرف روانہ ہوئے اور حسب الانصاری صادقانہ خدمات اور فرض شناسی کو دلی خدایات کے ساتھ قبول کرتے ہوئے امن کی خدمت میں مبارک باد عرض کرتے ہیں۔

اخیر میں تمام ناظرین شمس الاسلام سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ صدقِ دل سے کوشش کر کے اس سال کے اندر اندر چھ چھ خریدار ورنہ کم از کم دو دو ضرور پیدا کر کے اپنے پرچہ کو ترقی دینے میں دریغ نہ فرماویں کہ جو ہم خرم و ہم ثواب کا مصداق ہو گا۔ آہ نیرنگی دھڑکے تجا القین قرآن دھیابہ کے ۲۲ تک ماہوار مفت وار رسالے و اخبارات ہوں اور مسلمانوں کا تمام ہندوستان میں رالینچہ یا افتاب کے ماسواہفت یہی ایک پرچہ بھی نہایت محروم اور کس میسر کی حالت میں ہو (فخر والی اللہ)

بقیہ ص ۱۷

## نامہ نگار ٹیبیون کا دوسرا بیان

مورخہ سارا پانچ کی اشاعت میں رقمطراز ہے :-

”سید عطاء اللہ شاہ بخاری۔ صاحبزادہ سید فیض الحسن صاحب بی۔ اسے گدی نشین آجوار نے ہاشم گان شمشور اور عین الان علاقہ کے عظیم الشان اجتماع میں علیہ حرب الانصار کے موقع پر تقریریں کیں جامع مسجد کا وسیع صحن حاضرین سے بھر اٹھا حاضرین کی تعداد دس ہزار سے تجاوز کر دی..... سالانہ جلسہ حزب الانصار تین دن کے اجلاسوں کے بعد آج چھ بجے شام ختم ہوا۔ پولیس نے اس دفعہ خاص انتظامات کئے تھے چوہدری عبدالغفر صاحب علاقہ مجبڑیہ کے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس انسپکٹر پولیس اور بارہ مزید کنسٹیبل خاص طور پر اس موقع پر بھیجے پولیس کی امداد کے لئے سرگرم تھے۔“

# ان ہذا تذکرہ

”تمسک الاسلام“ صرف العادود ہریت اور رخص و میزرائیت کی غلامت کو دور کرنے کیلئے عالم وجود میں آیا۔ اخاف کے در بیان تفریق و تشتیب پیدا کرنا اور غلامانے کرام کی علمی مسائل میں موشگافیوں کا انحصار اسکے مقاصد میں شامل نہیں۔ شمس الاسلام دیوبندیوں اور بریلویوں کے باہمی اختلافات کو پسندیدہ نظر نہ کر نہیں دیکھتا۔ گذشتہ سال سالانہ والی کے متعلق ایک مراسلہ کا شائع ہوا تھا۔ کہ بعض حلقوں میں ”شمسک اسلام“ کے خلاف ہنگامہ آرائی پیدا ہو گئی۔ ہم نے اپنے مسلک کو اچھی طرح واضح کر دیا تھا جس کو حق پسند طبائع نے بچہ پسند کیا۔ بریلی کے جیدہ ”الفرقان“ میں مولوی حسین علی صاحب کو سید ظاہر کیا گیا تھا۔ غالباً مولوی صاحب کی سیادت کا اعلان ان کی منشا اور ان کے علم کے بغیر ہوا ہو گا۔ مگر بعض حلقوں سے ابھی تک استفسار است کا سلسلہ جاری ہے۔ نیز مولوی حسین علی صاحب کے سابقہ مسلک اور ان کے مشائخ کے مسلک کے متعلق بھی حقائق ضروری بھیجی گئی ہے۔ چنانچہ اسکے متعلق آج ہم مولانا ابواللیث سید محمد عبداللہ شاہ صاحب نقشبندی مجددی سجادین خانقاہ برکتیہ مجددیہ کلکتہ کا ایک مراسلہ شائع کرتے ہیں۔ مولانا مددوح اسی سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جسکے ساتھ مولوی حسین علی صاحب مسلک ہونے کا فقر حاصل کر چکے ہیں۔ یہیں مولوی حسین علی صاحب سے کوئی پرچاش نہیں۔ اور ہم مولوی صاحب کو یقین دلاتے ہیں کہ آپ کے موجودہ مسلک کے ساتھ ہمارا اختلاف محض دینی حیثیت پر مبنی ہے اور اسی بنا پر ہم مولوی صاحب کی خدمت میں ملتجی ہیں کہ خدا را اسما توں کی تکفیر کے خطرناک مشغلہ ترک فرمائیں۔ اور امت مسلمہ کو مزید تشتمل افراتق کی نعت سے بچائیں، وما علینا الا البلاغ

(مدنی)

قیوم زمان محبوب رحمن حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ۱۳۱۶ھ میں ہوا۔ آپ کے بعد ولی بن الولی شیخی دامامی حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب قبلہ و کعبہ رضی اللہ عنہ وارضاه غما سیر آرائے خلافت ہوئے جسکی اجازت حاصل کر کے مولوی اکبر علی دہلوی نے مولوی حسین علی صاحب کی خدمات حاصل کیں۔ اور ۱۳۱۶ھ میں حضرت شیخ دامانی موصوف کے حالات میں ایک مجمل اور مختصر رسالہ ”نوائد عثمانیہ“ کے نام سے شائع کیا۔ انشا پر دازی کے لحاظ سے اس کی فارسی بہت ہی بھدی اور خراب ہے لیکن جس ذات گرامی کی طرف یہ منسوب ہے اس نسبت کو دیکھ کر ہم عرض کرینگے

۵۔ خون شہیدان راز آب اولیٰ تراست

۶۔ خطا از صد صواب اولیٰ تراست

مولوی حسین علی صاحب کی مدد سے اس کتاب میں بہت سے حالات جمع ہو گئے ہیں۔ خصوصاً وہ حالات جو زیادہ

انہی دونوں سے متعلق ہیں۔ اسی سلسلہ میں خود مولوی حسین علی صاحب نے جابجا حاشیہ کا بھی اضافہ فرمایا ہے چنانچہ مؤلف نے ابتدائی صفحہ کے حاشیہ پر یہ لکھ دیا ہے۔

”باید دانست کہ خباب مولوی حسین علی صاحب کے مصحح اند وقت معائنہ از اول تا آخر، شانزدہ جا حاشیہ از یاد خویش نوشتہ اند و علامت اس در آخر ح نوشتہ شد“

اس کتاب میں متن و فصول ہیں جن میں سے دو فصول کا اقتباس بقدر ضرورت پیش کیا جاتا ہے۔ فصل ششم در ذکر خلفاء عالم نظام“ یہ فصل صفحہ ۱۳۳ کی آخری سطروں سے شروع ہوتی ہے اور صفحہ ۱۴۷ تک چلی گئی ہے۔ اگرچہ یہ فصل بہت سے خلفائے بالکمال کے تذکرہ سے خالی ہے تاہم مولوی حسین علی صاحب کا ذکر خیر اس میں موجود ہے جسکے ابتدائی الفاظ ہیں در مولوی حسین علی صاحب، قوم میانہ، ساکن وال بھچراں، سلمہ اللہ تعالیٰ از خاصۃ اصحاب و اعظم خلفائے حضرت قبلہ مافلسی و روحی فداۃ اندک (فوائد عثمانیہ ص ۱۲)

علاقہ شاہ پور، خوشاب، میانوالی اور جہلم میں ”میانہ“ کس قوم کو کہا جاتا ہے اگر مدیرا علی یا کوئی اور بزرگ اردو میں اسکی تشریح فرمادیتے تو ہمارے سمجھنے میں آسانی ہوتی۔ تاہم یہ تو بالکل غلط ہے اور شہرخص مذکورہ عبارت سے یہ سمجھ سکتا ہے کہ مولوی حسین علی صاحب سید تو کیا معنی، نہ قریش ہیں، نہ مغل، نہ چٹان، نہ شیخ صدیقی، نہ لکھنوی، نہ غیر بلکہ میانہ

۵۔ رعنائی خیال کا منت پذیر ہیں ممکن ہے ورنہ خرم تباں میں گزر کہیں

اب میں فصل چہارم در بیان خوارق و کرامات و مکشوفات حضرت قبلہ مافلسی و روحی فداۃ سے خاص وہ واقعہ نقل کرتا ہوں جس کا تعلق ہمارے مولوی حسین علی صاحب کے ساتھ ہے۔

روزے حاجی میاں عبدالکریم صاحب قوم انراہ ساکن کرۃ نونگ از خباب مولوی حسین علی صاحب پرسید کہ اولیاء علم غیب میدانہ یا نہ؟ خباب مولوی صاحب در جواب گفتند کہ علم غیب خاصۃ خدا تعالیٰ جل شانہ است مگر چیزے کہ حق تعالیٰ در دل ولی خود القا و کند پس مے دانند اور بطریق الہام یا کشف، پس میاں حاجی عبدالکریم صاحب گفت کہ آیا اسپہائے اولیاء ہم غیب مے دانند؟ خباب مولوی صاحب مدوح گفت چرا؟ میاں حاجی عبدالکریم صاحب بیان کو نہ کہ ایک آپ حضرت قبلہ نزد من بود، در سبزہ زار باجرائے من چرید، در دل خیال کردم کہ سر روزاں اسپ را اگر ای چنیں در کشت باجرار مای گم، اکثر خوشنما خواهد خورد، و باجرار وقت درو، سچ بہت مے آید۔ پس بجز درگوشتن ایں خیال بر دل مہاں وقت دیدم کہ اسپ روئے از خوشاگردانید و گیاه خوردن شروع کرد بعد از گذشتن چندین وقت نمیدم کہ ایں امر برب خطو من واقع شد۔ پس نزد آپ رفته در پائے او افتادم و گفتم کہ ایں مال حضرت است بلا کھا نا بخور۔ فی الفور خوردن خوشا شروع کرد۔ پس ایں چہ حکمت است؟ خباب مولوی صاحب مدوح فرمودند کہ اللہ تعالیٰ امتولی اولیاء و خود است، چون ایں خیال



در دل گذشتی اللہ تعالیٰ جل شانہ اس پر از خوشنہایت ساخت و چون از آن خیال تاب گشتی باز اللہ تعالیٰ اس پر راکر دو این ہم غایت خداوندی بود کہ اس امر را چنگی اعتقاد تو ساخت، پس جناب مولوی حسین علی صاحب بعد دادن این جواب در میں خیال بود کہ آیا علمے کہ اولیاء امیشود چگونہ مے باشد، آیا بعضے چیز مارا میداند یا اکثر، بعد توجہ و خیال یا چگونہ می باشد؟ در میں خیال بود کہ از ان جابر خواستہ در تسبیح خانہ شریف وقتہ و در آنجا حضرت قبلہ قلبی و روحی فداه بامردمان افغاناں بزبان پشتو در کسے امر کلام میکرد پس جناب مولوی صاحب مدوح دریں پشت آں مردمان نشستند حضرت قبلہ مجروح شہتین مولوی صاحب متوجہ باوشاں شدہ بزبان فارسی فرمودند کہ در مولوی صاحب! اولیاء ہمہ می دانند لکن ما مورا بطراہانستند، پس فقط ہمیں لفظ گفتہ باز بدینطور سابق کلامے بافغاناں شروع کردند، (۹ ص)

ب دوسری گفتگو نقل کرتا ہوں۔

یک روز بوقت عشا جناب مولوی حسین علی صاحب بہت حضرت قبلہ ماقبلی و روحی فداه حاضر بودند، ارشاد فرمودند کہ مولوی صاحب شمارہ و دوزخانہ خود، باز چوں واپس آئی حالات و معاملات کہ بر شما گذشتہ باشد از من پرس ہمہ را ایک مفصل بتوجہ ہم گفت۔ انشاء اللہ تعالیٰ در یک امر ہم خطا نخواہی یافت، (۹ ص)

ایک ادنیٰ طالب علم بھی ان عبارات کو دیکھ کر یہ نتیجہ حاصل کر سکتا ہے کہ :-

(۱)۔ مولوی حسین علی صاحب شروع ہی سے علم غیب کے متعلق اس قسم کا جامدانہ خیال رکھتے ہیں۔

(۲)۔ ان کا یہ عقیدہ آئندہ جگہ کس قدر فتنہ انگیز ہوگا، اس کو ان کے شیخ کامل نے اسی وقت محسوس فرمایا۔ اور عین اس کیفیت میں جبکہ اس عقیدہ فاسد کی لہر ان کے سینہ میں ستور و محبوب بھقیں اور ان کا قلب از روئے سوال و جواب دار التمثیل کا مرفع بنا ہوا تھا، آواز سامع نواز ہوتی ہے، "مولوی صاحب! اولیاء ہمہ می دانند لکن ما مورا بطراہانستند" (۳ ص) یعنی علم انبیاء علیہم السلام خصوصاً صابی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں تو غلطی سے بھی کسی شبہ کو دخل نہیں دینا ان کی امت کے اولیاء کا یہ حال ہے کہ وہ تمہارے تمام ظاہر و باطن کا حال جانتے ہیں۔ چونکہ اظہار پر جناب اللہ مامور نہیں اس لئے سر شے کو بتلانے پر مجبور بھی نہیں،

(۴)۔ اب بھی اگر عقیدہ کا فساد باقی ہے تو در ماتمہ نگن کو اسی کیا، اپنے گھر کو جاؤ اور مخفی سے مخفی طور پر سو۔ جب جی چاہے واپس آؤ اور اس درمیانی مدت کی ساری تفصیل مجھ سے سن لو۔ ایک معمولی سی بات کا اگر فرق پاؤ تو مجھے

الزام دو۔

(۵)۔ اظہار حق کے یہ الفاظ عموماً تمام حجت کے لئے سوتے ہیں اور اس کا مقصد صرف یہی ہوتا ہے کہ مآذ اجدالحتی الا الضلال

(۶) اور اس پر طرہ یہ ہے کہ حضرت شیخ دامانی رحمۃ اللہ علیہ نے علم اولیاء اللہ کے متعلق دو نو جگہ ہمارے مولوی حسین علی صاحب ہی کو مخاطب فرمایا۔ کسی دوسرے سے اس مسئلہ میں مخاطب نہ ہوا۔ اسکے معنی یہ ہیں کہ جس مریض کو جس نسخہ کی ضرورت ہوتی ہے طبیب حاذق اسکے لئے وہی نسخہ تجویز کرتا ہے اگر کوئی مریض اس نسخہ پر عمل نہ کرے تو وہ مریض بڑھتا جائیگا۔ اور اس حد تک پہنچ جائیگا کہ اس کو مرض الاعلاج تسلیم کرنے پر شریض مجبور ہوگا۔ فافحصہ وقد ہی (۷) تنہدیں یہ بات بھی ثابت کر چکا ہوں کہ اس کتاب میں ج طرح دوسرے خلفاء بالکمال کا ذکر بر محل نہیں اسی طرح اسکی ترتیب میں بھی دو شخصوں کے سوا تیسرے کسی کو دخل نہیں۔ حالانکہ شیخ دامانی کے خلفاء میں ایسے ایسے اجل صاحب حال اور علماء کرام موجود تھے کہ ان کی قوت تقریر و تحریر اور باطنی طاقت نے بڑے بڑے سنگ خارا کو موم کیا اور جن کے مقابل میں بڑے بڑے سر فلک مدعیان علم و فضل نے اپنا سر تسلیم خم کر دیا۔ ان سبھوں کو چھوڑ کر مولوی اکبر علی نے تصحیح کے واسطے مولوی حسین علی صاحب کو منتخب کیا جنہوں نے شروع سے اخیر تک رسالہ کو دیکھا، تصحیح کی اور بجا بجا حواشی سے بھی اس کو زینت بخشی۔ بالفاظ دیگر اس رسالہ کو مولوی حسین علی اور مولوی اکبر علی نے مرتب کیا ہے۔

(۸) حسب طرح مولوی اکبر علی کے حالات مرقومہ کی تکذیب ناممکن ہے۔ اسی طرح مولوی حسین علی صاحب کے حالات کی تردید بھی محال ہے۔

(۹) اگر اب بھی لیت و لعل ہو تو اور سنئے۔ اس کتاب کے سرورق پر یہ لکھا ہوا ہے ”حب الارشاد فیض بنیاد حضرت صاحبزادہ والا تمکین مولانا محمد سراج الدین صاحب سجادہ نشین خانقاہ شریف..... موسیٰ زئی، ان کے متعلق حضرت خواجہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ خلافت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں ”جالت دید لا کیددی و قبولہ قبولی و سادہ سادی“ (نوائے عثمانیہ ص ۱۸) اور آپ خود اپنا مکاشفہ بیان فرماتے ہیں۔

در لطف جناب ستافق و معارف آگاہ حضرت صاحبزادہ مولانا مولوی محمد سراج الدین صاحب شمسہ بودم، دیدم کہ متوجہ حضرت صاحبزادہ صاحب شمس و در شخص متوجہ محضت قبلہ اندازے خدائی آمد کہ اب سر دور از خانقاہ شریف بدر کنید۔ ازال بعد متوجہ محضت قبلہ بنی گم و متوجہ حضرت صاحبزادہ صاحب کہ بعینہ اب حضرت ہاں حضرت بہتند متوجہ سے باشم (نوائے عثمانیہ ص ۱۸)

(۱۰) اس عبارت سے مزید بذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اولاً یہ کہ میرے پیر و تکیہ حضرت خواجہ محمد سراج الدین قاضی و روحی فدوا و جعل الختمہ شواہد عین حضرت خواجہ محمد عثمان تھے تو خدا ہا اللہ بر حمتہ ثانیاً۔ آپ کے شیخ کامل و مکمل نے آپ کو بھی اس حد تک پہنچا دیا تھا کہ آپ دوسروں کے واردات قلب پر آسانی مطلع ہو جاتے تھے۔ اور اسکی صحت پر آپ کو یقین کامل بھی تھا۔ ورنہ آپ جیسے محقق سے اسکی سبب کم توقع کی جاسکتی ہے کہ کسی غیبی آواز پر آپ کو اقصاد ہوا و ہمیشہ



# آخری نبی

(مولوی حبیب اللہ اوتسی کے قلم سے)

(۱) اخراج ابن ابی حاتمہ فی تفسیرہ و ابو نعیم فی الدلائل من طرق عن قتادہ رحم عن الحسن عن ابی ہریرۃ رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قوله تعالیٰ و اذا اخذنا من النبیین میثاقہم الا یتہ قال کنت اول النبیین فی الخلق و آخرہم فی البعث فبدأہ قباصہ (ترجمہ) محدث و مفسر ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں ابو حاتم و حافظ ابو نعیم نے اپنی کتاب الاصل النبویہ میں امام قتادہ سے روایت کی ہے انہوں نے حضرت امام حنبلہ سے روایت کی ہے انہوں نے حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے کلام پاک رو اذ اخذنا من النبیین میثاقہم کی تفسیر میں فرمایا کہ میں پیدا ہوں میں نبیوں سے پہلے ہوں اور نبوت پانے میں سب سے آخری ہوں۔ (کتاب خصائص الکبریٰ جلد اول ص ۷)

(۲) و اخراج ابوسہل القطان فی جزء من امالیہ عن سہل بن صالح الہمدانی قال سألت ابا جعفر محمد بن علی کیف صار محمد صلی اللہ علیہ وسلم یتقید مر الا نبیاء و هو آخر من بعث قال ان اللہ تعالیٰ لما اخذ من بنی آدم من ظهورہم ذریۃ یاقصم و اشہد ہم علی الفسحہ المست بریکہ کان محمد صلی اللہ علیہ وسلم اول من قال بلی و لذلک صار یتقید مر الا نبیاء و هو آخر من بعث (ترجمہ) محدث ابوسہل القطان نے اپنی کتاب امالی کے کسی جزء میں سہل بن صالح ہمدانی سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبیوں سے پہلے کیسے ہوئے حالانکہ آپ آخری نبی ہیں حضرت امام ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تحقیق جب اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم سے ان کی پشتوں سے وعدہ لیا۔ اور ان کو ان کے نفسوں پر گواہ کیا۔ اور پوچھا کہ میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے تھے جنہوں نے جواب میں فرمایا بلی یعنی کیوں نہیں۔ اور اسی لئے آپ نبیوں سے متقدم ہوئے اور حالانکہ آپ آخری نبی ہیں (خصائص الکبریٰ جلد اول ص ۷)

۱۰ محدث عبد الرزاق نے حضرت جابر رضی عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور پور نے فرمایا اے جابر سب سے پہلے خدا نے تیرے نبی کا نور بنایا تھا (مواہب اللدنیہ جلد اول ص ۷)





فرمایا کہ یہود قبیلہ بنی قریظہ اور بنی نضیر کے اہل حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت بیان کرتے تھے۔ پس جب سرخ رنگ والا ستارہ طلوع ہوا انہوں نے خبر دی کہ وہ بنی ہے اور تحقیق اسکے بعد کوئی بنی نہ بنایا جائے گا۔ اس کا نام مبارک احمد ہوگا۔ اس کی ہجرت شہر شرب کی طرف ہوگی۔ پس جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ (منورہ) میں تشریف لائے تو یہود نے انکار کر دیا۔ اور بغاوت کی اور کرب کیا۔

(خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۲۷)

(۱) کتاب خصائص الکبریٰ جلد اول کے صفحہ ۵۷ پر ہے کہ جب معراج شریف ہوا تھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وقد اتخذتک خلیلاً وحیداً و هو مکتوب فی التورۃ حبیب الرحمن و امر سلتک الی الناس کافہ بشیراً و نذیراً و شرحت لک صدرک و وضعت عنک وزر و رفعت لک ذکرتک فلا اذکراً الا ذکرت معی و جعلت امتک خیامۃ اخرجت للناس و جعلت امتک امۃ وسطاً و جعلت امتک ہملاً و لیں الاخرین و جعلت امتک لا یخولہم خطیئۃ حق شیئہ و انک عبدی و رسولی و جعلت من امتک اقواماً قلوبہم انا جلیعہم و جعلتک اول النبیین خلقاً و آخرہم فجنا (ترجمہ) اے میرے پیارے بنی کریم و رسول رحیم میں نے آپ کو اپنا خلیل اور حبیب بنایا۔ اور تورات (شریف) میں وہ لکھا ہوا ہے حبیب الرحمن کے نام سے اور میں نے آپ کو تمام لوگوں کے واسطے خوشخبری دینے والا اور ڈرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور میں نے آپ کا سینہ مبارک کھول دیا۔ اور آپ کا بوجھ ہٹا دیا۔ اور آپ کا ذکر مبارک بلند کیا۔ میرے ذکر خیر کے ساتھ آپ کا ذکر مبارک بلند کیا جائیگا اور میں نے آپ کی امت کو بہتر امت بنایا ہے جو لوگوں کے لئے نکالی گئی ہے۔ اور میں نے آپ کی امت کو امت وسط کیا۔ اور میں نے آپ کی امت کو اولین و آخرین میں کیا۔ اور جب تک کہ آپ کی امت کے لوگ یہ گواہی دیتے ہیں کہ آپ میرے پیارے و محبوب نبی ہیں اور میرے رسول ہیں ان کی خطا تجاویز نہ کریگی۔ اور میں نے آپ کی امت کو ایسی امت بنایا ہے۔ جن کے دل خوشخبراں ہیں۔ اور پیدائش میں (زور کے لحاظ سے) آپ اول ہیں نبیوں سے اور سب سے سچھے بنی بنائے گئے۔ یعنی آپ آخری نبی ہیں۔

(اس حدیث کو محدثین مثلاً ابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ والنسائی والبیہقی نے حضرت ابی ہریرہ سے روایت کیا ہے)

—————

رجن اصحاب کی میعاد خریداری اس رسالہ کے ساتھ ختم ہو رہی ہے ان کی خدمت میں علیحدہ علیحدہ عریضہ ارسال ہیں۔ براہ کرم وہ اپنے عہدہ سے جلدی مطلع فرمائیں، منیجر

# بنگش اور کلب علی کی اٹھائے ملاقات

(از خان زادہ غلام احمد خان صاحب بنگش)

کلب علی سلام علیک بنگش ہم نے آپ کے پچھلے دس شمارے سننے کے لئے بڑی بے باکی سے مہینہ کلا۔ اب فرما کہ ہمارا خدا و رسول قرآن اور ایمان وغیرہ تم اہلسنت سے جدا ہے۔

بنگش۔ کیا قرآن مجید کے بحث کو آئندہ پڑانا چاہتے ہو سی لئے نئی بحث چھیڑ رہے ہو۔  
کلب علی۔ نہیں نہیں۔ کل اسی دن ہونے والا تھا اس پر بھی اپنے وقت پر گفتگو کی جائیگی نے الحال ہمارے مطالبہ کو دیکھ کر۔

بنگش۔ اس پر تو بہت وقت صرف ہوگا اور فردا ایک ایک امر کے لئے دفتر چاہیے۔  
کلب علی۔ ہمیں منظور اختصار کے ساتھ اپنے عقیدے سے مطلع فرمائیے (علم شی بہ از جہل شی)  
بنگش۔ تو پھر میں ہر ایک امر میں نہایت اختصار سے کام لوں گا جو مدت نمونہ از خروار ہوگا۔

(اول) معراج کی رات بالائے عرش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا تھا خدائے تعالیٰ غرامہ کی جانب سے جو جو محبتیں اتیں ہوئیں وہ خدا کی طرف سے نہ تھیں بلکہ (از علی می شنید لطق علی۔ بد علی خبر علی نہ بد آسجا) مجاہد المؤمنین شہر ستری) حالانکہ ہم کہتے ہیں کہ وہاں سوائے خدائے وحدہ لا شریک کے اور کوئی نہ تھا۔

(ایضاً) آپ کا باذل صاحب حمایہ ری کتاب میں فرماتے ہیں (زمانہ گل زمانہ خلیل پد زمانہ موسیٰ از رو نیل) بسا جل رسانندہ فلک نوح: کشیدہ بابا ہائے فتوح ایسی آپ کے شیعہ علانیہ ملا دھڑک کر رہے ہیں کہ ابراہیم پیغمبر پر آگ کو باغیچہ بنایا۔ اور موسیٰ پیغمبر کو معجزی اسرائیل دریا کے غرق ہونے سے بچایا نوح پیغمبر کی کشتی کو گنبد پر بٹھرایا۔ کس نے علی بن طالب نے۔ حالانکہ قرآنی تصریح اس کے برعکس ہے جہاں خداوند عالم فرماتا ہے (فلنا یدنا فاکونی بودا و سلما ماعلیٰ بودا ہیدیم) میں نے کہا اسے آگ ٹھنڈی اور معتدل بن جا ابراہیم پر..... واذ فرقتنا حکمہ البجوفان حینکمہ و اغرقنا ال فرعون) اے بنی اسرائیل ہم نے تمہارے واسطے دریا کو بھاڑا اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے رعبہ دینی کلیم اللہ نجات دیکر فرعون اور اس کے لشکر کو غرق کر دیا۔

(ایضاً) فلکذ بودہ فنجنہ ومن معہ فی الفلک) میں نے نوح کو معہ ان کے ساتھیوں کے جو کشتی میں سوار تھے طوفان سے نجات دی اور ان کو جھلانے والوں کو معہ مال و عیال غرق کر دیا۔ ان ہر سہہ قرآنی حوالوں سے ثابت ہو کر ابراہیم

خلیل اللہ موسیٰ کلیم اللہ اور نوح نبی اللہ ان سب کو خدا ہی نے نجات دی تھی۔ اور آپ کے ہاں علی نے دی تھی۔  
 (ایضاً) موت علی کے تابع ہے بلکہ رزق قیامت نفع صور انہی کے حکم سے ہوگا۔ (موا غلط حسنیہ شیخ عبدالعلی کمری صفحہ ۱۳)  
 (نوٹ) بالائے عرش (آنجا کہ جائے دم زدن جبرئیل میت) خدا نہ تھا علی تھا۔ معاذ اللہ رسول خدا بھی دھوکہ کھا گئے  
 نوح۔ ابراہیم موسیٰ علیہم الصلوٰۃ کے قصوں میں یا خدا نے معاذ اللہ غلط بیانی کی کہ میں نے ان کو بچایا۔ اور یا جہاں بھی خدا خدا کا  
 نام پکارا جاتا ہے وہ علی ہی ہے۔ سوائے شیعوں کے باقی جن و انس دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ اسی طرح سے اسرائیل اور  
 اس کا ناصورا و قیامت وغیرہ سب صرف علی کے ابروئے چشم کے منظر ہیں۔

یہ نہ ہو اتنا را خدا جو سب جہاں سے نرالا ہے اور ہمارا خدا عیاں را چہ بیان۔

(دوسرے) ہمارا رسول بھی خدا ہے تم را فضلہ بیک زبان کر رہے ہو کہ خدا کا حکم ہے۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل  
 الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ) یعنی کہ تم علی کو اپنے بوجہ خلیفہ اور اپنا جانشین بناؤ۔ اور  
 اعلان کر کے سب کو سناؤ۔ ورنہ آپ کی تئیس سالہ تبلیغ اور کارگزاری کسی کام کی نہ رہے گی اور اس کا کوئی اجر تم کو نہیں ملیگا۔  
 کیونکہ سب حساب کتاب فما بلغت رسالتہ کے ماتحت ڈھس ہوگا۔ میرے اس الزام کی تائید میں ملاحظہ ہوا فضلہ  
 کے ذیل کتب مہ عبارت.....

(حیات القلوب جلد سوم صفحہ ۱۵) یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یعنی اے رسول جو کچھ تمہارے  
 رب کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے اسکو پہنچا دو۔ اس پر رسول خدا نے فرمایا اے علی یہ پیغام تیری ولایت کے متعلق ہے  
 وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ (ترجمہ) اگر نہ کنی پس نہ رسائی رسالت خدا را یعنی اگر یہ پیغام نہ پہنچا تو تمہیں  
 خدا کی پیغامبری کا حق ادا نہ کیا اور یا محمد مصطفیٰ شیخ علی کے لئے صرف چھٹی رسائی کے کام پر مامور تھا۔ معاذ اللہ تم معاذ اللہ  
 (ایضاً) کافی کتاب الحجۃ صفحہ ۲۶۹ (لئن اشدک لیحبطن عملک) قال یعنی ان اشدک فی الوکایہ  
 وکن من اشدکون ان عضدک باخیل وابن عمک۔ یعنی آپ کا عادی امام فرمائے کہ اگر علی کے ساتھ  
 حکومت میں کسی دوسرے کو شریک کر لیا تو یاد رکھا اے محمد تمہاری رسالت اور پیغمبری کے تمام اعمال صالحہ باطل قرار پائے  
 جائیں گے۔ اے کلب علی بولو فلفنہ اللہ علی الکاذبین دیکھ تم لوگوں نے ایک ایسی سختی کو جو امام رسل پیشوائے سبیل  
 امین خدا مہبط جبرائیل علی کے مقابلہ میں کیا حقیر بنا کر ایک ملازم اور خادم کی حیثیت میں ظاہر کر دیا ہے۔ اور ہمارا رسول  
 وہ ہے کہ جس پر ایمان لائے اور ان کی خدمت کے صدقہ میں جنت کا مستحق بن کر آخر کار چھ سال کے واسطے اتفاق مؤمنین و  
 مسلمین خلیفہ مقرر ہو کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ برسر حکومت ہوا ورنہ بلاشبہ اور یقیناً بصورت انکار مثل دیگر منکرین اسکا  
 حشر اچھا نہ ہوتا ملاحظہ ہو (کافی کتاب الحجۃ صفحہ ۲۸۸).....

(سومرا) قرآن بھی خدا۔ سو یہ تم کو بھی معلوم ہوگا۔ کہ ہم موجودہ قرآن کے برخلاف خواہ کوئی بڑی سے بڑی ہستی بھی

ہو۔ اس کی قسم شہادت اور روایت کو وقعت نہیں دیتے ہماری طرف سے بس ایک ہی جواب ہے کہ ہزار سیوطی کو پیش کر دیا اس کا دشمنوں بالو پیش کر دو۔ ویسجاری اور اس کے کسی حواری کا حوالہ دوم کامل الامان مسلمان خدائے صادق القول کے اس اعلان کے مقابل انا نحن نزلنا الذکر و انا له الحافظون یعنی کہ ہم نے اس قرآن کو نازل فرمایا اور ہم اسکی حفاظت کریں گے یعنی اس دنیا میں کیونکہ لوح محفوظ تک تو کسی کی رسائی نہیں ہو سکتی چونکہ قرآن مجید کے سوا کوئی کتاب محفوظ نہیں۔ کیا کسی اور کتاب کے متعلق کوئی شخص اس قسم کا دعویٰ پیش کر سکتا ہے۔ اور بقول برگشتہ ڈاکٹر نو حسین جھنگوی کتب حدیث کے راویوں میں رنگ بزرگ عقائد کے لوگ شامل تھے لہذا اس لحاظ سے ممکن ہے کہ کسی جگہ کسی تفسیر یا تفسیر نے نظام تفسیر اور مسلمان منکر قرآن کو مشتبہ بنانے کی غرض سے عن وحد ثنا کے الفاظ شامل کر کے اپنے خبیث باطنی کا بھڑکنا نکالا ہو۔ مگر کسی سنی عالم کو تحریف قرآن کا قائل نہ پاؤ گے۔ بہر حال ہم شک لانے والے کو کافر مطلق سمجھتے ہیں۔ اسکے بالمقابل ملاحظہ کرو اپنا کافی کتاب الحجۃ ط ۲۶ باب نکلت و نکتف من التنازل کہ جس میں کہیں فی علی والا دیہہ درج ہے اور کہیں علی وفاطلہ حسن والحسین وغیرہ مرقوم۔ کہیں علی بنیہا کاراگ اور کہیں علی نوسر مہینا کا ترانہ کہیں فی علی ہے تو کہیں بولائت علی اگر کہیں انبثا فکم رسالتہ ربی فی ولایت علی کا بجز نچ رہا ہے تو کہیں بعد اب واقع للکافورین بولایت علی کا بکل بجایا جا رہا ہے کسی جگہ من ربکہ فی ولایت علی کی سارنگی کا آواز سنائی دینگا۔ تو کسی جگہ ان کفر والولایت علی کا باب بتجاہوگا۔ یاں آپ کے علی والے قرآن میں (سورۃ علی بھی ہے اور سورۃ نوین بھی) پھر بھی نہایت بے شرمی اور مہیا کی سے رہا مشہد نکسلا رسالہ قہر خدابر و شہدائان العیامیں دوسرے قرآن سے انکار کر کے اسی قرآن پر اپنا ایمان ظاہر کیا ہے بناؤ تمہارے سب امام چھوٹے جو اس قرآن کی صحت اور تحفظ کے منکر ہیں یا تمہارے مکسلا میں تقیم چھوٹے اور منافق۔ اس سے ثابت ہوا کہ تمہارا قرآن الگ ہے۔

(چھپا کسر) ایمان یہ تو بہر حال علانیہ جدا ہے اول تو اوپر لکھے ہوئے اول۔ دوم۔ سوم حوالوں سے دوم ہمارے اصول دین تین تہا ہے پانچ۔ سوم تمہارے مذہب نے امامت کو بارہ آدمیوں کے لئے مختص کر دیا ہے اور ہم میں جو نیکو کار اور پرستہ کار ہو اور پس امام حق قائم آں ولی است چہ خواہ از نسل عمر یا از علی است (شنبوی شریف تم لوگ اماموں کو معصوم اور پیغمبروں سے افضل مانتے ہو اور ہم جائز الخطا اور غیر معصوم انبیاء سے بدرجہا کم تم حجت کے قائل ہو یعنی قیامت سے پہلے اسی دنیا میں تمام لوگ و انبیاء جمع ہو کر ہر ایک کو جو شیعہ اماموں کے برخلاف کوئی حرکت کیا ہو سزا سنائی گی۔ اور ہم اس کو ہندوں کے مشابہ تباہی کی ایک قسم خیال کرتے ہیں۔

یہ میرا من گھڑت دھوکہ دہنیں بلکہ کالائے بدبریش خاوند کے مصداق بتائے دیتا ہوں۔ ملاحظہ ہو کافی کتاب الحجۃ ص ۱۸۰ اخروج للقتال۔ یعنی پس نکلا حسین واسطے لڑائی۔ ان الملائکتہ سالات اللہ فی نصرتہ اور فرشتوں

نے اجازت مانگی خدا سے تا اس کو مدد دے فاذن لےا پس ان کو اذن دیا گیا..... فحکمت تستجد للقتل  
 و تہاب لذلت پس لڑائی کے لئے تیاری اور امداد کی میں کچھ دیر لگی حتیٰ قتل بیان تک دیری ہوئی کہ آنحضرت  
 شہید ہوئے فانزلت وقد انقضت مدتہ و قتل پس جب وہ فرشتے اتر پڑے تو اس کی مدت حیات ختم  
 ہو چکی تھی۔ اور قہر کے لئے گئے تھے..... فقالت الملائکۃ یا رب اذن لنا فی الاخذہ و اذن لنا  
 فی قصۃ نہ فاخذہ و اذن لنا فی قصۃ نہ تو پھر فرشتوں نے عرض کی اے ہمارے رب آپ نے ہم کو نوجوانی کی اجازت  
 دیکر امداد دینے کی بھی اجازت بخشی۔ پس جب ہم اتر پڑے تو آنجناب کا غائب بھی ہو چکا ہے فادعی اللہ الیہ ان  
 الزموا قبرہ تو خدا نے ان کو وحی بھیجی کہ حاضر ہو اس کی قبر پر حتیٰ تر وادہ و قد خرج فانصی وہ اس وقت  
 تک کہ تم اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لو کہ قبر سے زندہ ہو کر نکلا پھر اس کی مدد کرنا۔ یہ خندہ آفرین قصہ اس لئے لکھا  
 گیا کہ رافضہ کا ایسے قصوں پر نہ صرف یقین بلکہ ایمان کامل ہے۔ لہذا اس سے ثابت ہوا کہ تم لوگوں کا ایمان بھی جدا ہے  
 (پہنچ کر) تنہا اعلیٰ بھی جدا ہے کیونکہ نبی اول میں ظاہر کیا گیا کہ اس کو تم لوگوں نے جدائی کا درجہ دے رکھا ہے لیکن  
 اس مقام پر پھر مزید روشنی ڈالنا چاہتا ہوں (وفاقی سنو ستر ملی کاراگ سنئے)

کس کو توں علی بن عیینہ پسند	—	باس عیینہ امام کو نین پسند
چشم چو چشم مصطفیٰ بن کو	—	تا آنکہ علی نقاب قوسین پسند
از چہیت کہ سنیاں محفل دارند		دروستی علی تزلزل دارند
قوسے بہ خدا میس تا مل نمند		اینان بہ خلافتش تا مل دارند

(نوٹ) تاکہ کوئی بالبلہ شخص دھوکہ نہ کھائے شیعہ اکثر اذرفے منافقت کہا کرتے ہیں کہ اس سے مراد خدا ہے۔ کیونکہ  
 خدا کے مبارک ناموں میں سے ایک علی بھی ہے چنانچہ آیتہ الکرسی کے اخیر پر (واللہ علی العظیم) درج ہے لہذا  
 آپ کان کھول کر سنیں کہ یہ قریب ہے ایک اور شوستری جو علامہ بھی ہے مجتہد بھی ہے رافضہ کا قاضی القضاۃ اور سید بھی ہے  
 مجالس المؤمنین میں صاف صاف اعلان کر رہے۔

زے روزی وہ خلقاں علی ابن ابیطالب	—	رحیم مطلق و رحمان علی ابن ابیطالب
ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن	—	ہو الخان ہو المنان علی ابن ابیطالب

دیکھ کیسے واضح لفظوں میں بتایا کہ یہ جو سر کلمہ گو مسلمان رات دن اپنی زبانوں پر (بسم اللہ الرحمن الرحیم) پڑھتے  
 پڑھتے تھکے نہیں۔ وہ روزی رسانِ خلافت کیا سہی ابوطالب کا بیٹا ہے علاوہ بریں اس شیعہ علی کے عجائب و غرائب  
 میں نے ایک کتاب میں قلم بند کر کے بنام (معین العجائب) مرتب کیا ہے جو ایک تئو سگونوں پر ختم ہوا ہے۔ شاید کہ خدا  
 کے فضل اور تائید سے آئندہ جنوری کے خاتمہ تک چھپ جائے۔ جو قابل دید و عبرت ہے۔ لیکن ہم سنیوں کا علیؑ

ایک نیکو کار اور پرہیزگار بندہ عالم باعمل انسان خدا اور رسول کا قریب بردار رحمت کی شہادت سے دیگر تو نفع صحابہ کے ساتھ شمار چوتھے درجے پر خلافت کا سر اور لائق انس و پیار نہ یہ کردگار اور نہ قوت پروردگار البتہ خدا کے نیک بندوں کا پیشوا و سرور خدا ہمارے گناہوں کو معاف فرماوے اور اسکے بھی مدراج بلند کرے، رضی اللہ عنہ

(ششستم و شہفتم) آپ کا حسن بھی جدا اور حسین بھی تو ذرا اس امر پر تھوڑی سی روشنی ڈالیں کہ ان پڑھ سادہ لوحوں کی آنکھوں کو کھول دیں ہمارے حسن و حسین دونو مجموعہ حسنات کریم الطبع عابد و زاہد صالحین سلف کا نمونہ برگزیدگان خدائے دو جہان عامل بالقرآن قرۃ العینین رسول آخر الزمان۔ خدا تعالیٰ ہم کو بھی مغفرت و ان کی شفاعت نصیب کرے اور ان کو بھی اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ رہے تم شیعوں کے حسن و حسین جب تمہاری کتابوں پر سرسری نظر ڈالی جاتی ہے تو بارگاہ الہی میں ان کا تقرب اور منزلت ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کی نجات بھی نہایت مشکل معلوم ہوتی ہے کلب علی التعجیل من الشیطان جلدی نہ کیجئے شنے کے لئے ذرا کان رکھنے کی ایک طرف گوارا فرمائیں امامت راشائستہ نسبت کیسے ترک کر دے شوق خواہ صغیرہ خواہ کبیرہ و سرخچہ بعد ازاں توبہ کنند حیات القلوب جلد سوم (۱) ترجمہ، ایسا شخص امامت کے لائق ہی نہیں جو کسی حرام کام کو عمل میں لائے۔ خواہ منظور ہو خواہ زیادہ چاہے اس کے بعد توبہ بھی کرے۔ اس کے ساتھ دوا و حدیثوں کو ملا لیا جائے

ع حضرت زین العابدین ابن حسین فرماتے ہیں (و کسے انکار ولایت مامکینہ کا فرست رحیات القلوب مذکورہ ۹۵)

ع حضرت جعفر بن محمد باقر فرماتے ہیں (و من افکرونا کان کافرا۔ (کافی کتاب الحجۃ ۱۱)

دونوں حدیثوں کا ترجمہ یہ ہے کہ جو آدمی ہماری امامت کا منکر ہو وہ شخص کافر ہے۔ اب دیکھئے اور خیال کیجئے کہ تم رافضیہ کے نزدیک امیر معاویہ بن ابوسفیان امیر شام جو امامت و خلافت علی کا منکر تھا۔ اور آخر دم تک اسکے ساتھ لڑتا رہا معاویہ نے توبہ بھی کیا اور کافر بھی۔ پھر بعد شہادت سیدنا حضرت علی جب حضرت حسن کو فہم میں اپنے والد ماجد کی جگہ تخت نشین ہوا تو صرف چند مہینوں کے اندر حکومت سے دست بردار ہو کر اس کا تابع فرمان ہو گیا۔ اور اس کی امامت پر بیعت بھی کر لی۔ تمہارے مذہب کے مطابق اس عمل اور فعل حرام سے نہ صرف امامت کا نااہل ثابت ہوا۔ بلکہ اپنے ساتھ لاکھوں مسلمانوں کو مرتدوں اور کافروں کا غلام بنا کر خدا کی ناراضگی اور غضب کا مستحق بھی ٹھہرا۔ یہ تو ہوا آپ لوگوں کا حسن ....

اب حسین کا حال بھی سنئے (کتاب الایمان و الکفر کافی ۱۱) قال ابو عبد اللہ یا با عہد ان تسعتر

اعشار الدین فی التقیۃ ولا دین لمن لا تقیۃ لہ والتقیۃ فی کل شیء (شیبہ امام جعفر فرماتے ہیں کہ دین اسلام کے نوٹس سے صرف تقیہ میں ہیں باقی ایک حصہ میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، حجاب، کربلائے معلیٰ کی زیارت وغیرہ کام نیک اعمال داخل ہیں پس جس نے تقیہ چھوڑا اس نے گویا دین سے منہ موڑا۔ اور یہ تو ایک ظاہر اور پوری امر ہے کہ اگر امام حسین اپنے پیروں پر گوارا دینا کرار کے قدم پر چل کر تقیہ کرتے تو اس طرح سے ہلاکت ان کو نصیب نہ



ہوتی۔ دنیا کی ہلاکت اور تباہی تو سال بسال واحترتا کے تھرے اور جگہ بہ جگہ امام ہائے ہیں۔ ہر دین کی ہلاکت اور خرابی اسکے واسطے خود حسین کا پڑ پڑنا جعفر زہد وار ہے۔ اگر کچھ صلواتیں بھیجی ہوں تو اسی حقارت کے نام پر بھیجا کریں۔ یہ تو ہوئے آپ کے حسن و حسین واقعی ہم سے جدا ہیں یا نہ۔

(ہشتم) آپ کا امام مہدی بھی جدا ہے پہلے تو ہم آپ کو اپنا امام مہدی پیش کرتے ہیں۔ جیسا کہ رسول خدا سے روا کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا (ولو لم یبق من الدنیا الا یوم یطول اللہ ذالک الیوم حتی یبعث اللہ فیہ رجلاً منی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی ہملاء الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً) مشکوٰۃ جلد رابع کتاب الفتن ص ۱۳۷ ترجمہ اگر باقی نہ رہے دنیا سے مگر ایک دن نام خدا تعالیٰ اس کو ملے گا۔ تاکہ اٹھائے خدا نے قادر اس میں ایک بندے کو مجھ سے لینے میرے قدم پر چلنے والوں میں سے جس کا نام مجہد ولایت میرے جیسا ہوگا یعنی محمد ابن عبد اللہ جو بھڑکیا زمین کو عدل وانصاف سے جیسا کہ وہ بھر دیا ہوگا زانیہ اور ظلم سے۔ جس کی رفتار اور رفتار فعل و عمل قرآن مجید و حدیث نبوی ہوگا۔ گویا رسول خدا کے نقش قدم پر پورا پورا چلنے والا ہوگا۔ آؤ اب تم کو مہتار مہدی بتلا دوں

ملاحظہ حیات القلوب جلد سوم ص ۱۲۱، یدر تیک خدا فرعون و مانان راکت و قارون را در زمین فرو برد۔ یعنی عثمان زیر اکا ایشاں غضب حق خلافت کر دند و توبہ ایشاں مقبول نیست و ایشاں در عذاب خدا استندہ در بر خ ناچشم روز۔ و در حجت امامان را با ایشاں بدینا خواہد گردانید کہ تا انتقام مکشد از ایشاں۔

(ایضاً) حیات القلوب جلد اول ص ۲۲۱، و در احادیث بسیار مقبول است کہ علماء و سائر ائمہ ابو بکر را فرعون این امت و عمر را مانان این امت و عثمان را قارون این امت فرمودہ اند و در حجت نیز عن حق اب شمشیر قائم آل محمد خواہد (ایضاً) تفسیر مقبول احمد را فضی سورتہ اہزاب زیر آیت لئن لم یدفئہ الملائکون جھوٹی حدیث بیان کرنے کی بنا غاصب اول نے کی اور زائد غاصب ثانی نے انہیں دونوں کے جوار رسول ہونے کا فخر کیا جا تا ہے اب فخر کرنے والے لایجا و روکت کو غور سے ملاحظہ فرماویں اور حجاب صاحب الزمان کی اس حدیث کو جن میں یہ ہے کہ وہ حضرت ان کی قبریں کھدوا کر ان کی لاشیں نکلا دینگے اور سوکھے درخت پر ان کو لٹکا دینگے اور بغرض امتحان وہ درخت سے ہو جائینگے۔ پھر ان سے بیزاری کا حکم دیا جائیگا۔ مگر منافقین یعنی سنی نہ مانینگے۔ اور مومنین رافضیہ سے الگ ہو جائینگے انہی ملعونین کے ساتھ قتل کے جائینگے۔

(ایضاً) حیات القلوب جلد دوم ص ۱۲۱ چوں حضرت قائم آل محمد ظاہر شود عاشرہ رازندہ گرداند تا آنکہ اور احد زبند و انتقام مکشد برائے حضرت فاطمہ راوی گفت فائسے تو شوم بچہ سبب اور احد میرند فرمود کہ برائے افترا ہے کہ برادر ابراہیم گفت۔ راوی پرسید کہ چہا حضرت رسول اور احد نزد حق تعالیٰ احد اور اناخیر فرمود۔ امام باقر گفت برائے

آنکہ حق تعالیٰ محمدؐ را برائے رحمت فرستادہ است وقائم یعنی مہدی رافضی را برائے انتقام و عذاب خواہد فرستاد  
 ان چاروں حوالوں سے مجبوجاوتیجی لیا جاسکتا ہے اس کو مجملہائیں پر بتانا ضروری سمجھتا ہوں۔ شیخہ مذہب میں امام  
 مہدی اور اسکے تمام باپ دادے علی مرتضیٰ تک اسی عقیدہ پر مرکب رہا ہو چکے ہیں کہ ان کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق  
 عمر فاروق عثمان ذوالنورین تمام جہان کے کافروں کے سردار گذرے ہیں جن میں بالترتیب خلیفہ اول فرعون، خلیفہ  
 ثانی یامان، اور خلیفہ ثالث قارون گذرے ہیں اور جب ان کا امام مہدی جسکو قائم اور صاحب الزمان پکارا ہے میں ظہور  
 کرے گا۔ تو اس کے دیگر بے شمار کارناموں میں سب سے پہلے یہ ہوگا۔ کہ نبی کریم کے روضہ یعنی گنبد مطہر میں داخل ہو کر  
 اپنے رافضی ساتھیوں کے درجہ جو کتوں اور غلاموں کی حیثیت میں ہونگے، حضرات شیخین خلفائے رسول ثقلین  
 کی قبروں کو مس مار کر کے ان ہر دو مقدس بہتوں کو زندہ کر کے دشت کے ساتھ باندھ دینگے پھر وہ دشت مہدی کے  
 معجزہ سے یکدم سبز اور تازہ پتوں سے ہر ابھرا ہو جائیگا۔ کچھ دیر کے بعد معاذ اللہ، ان ہر دو ملعونین کو معذکرہ  
 حاضرین کے قتل کیا جائیگا۔ اس کے بعد وہ مجسم غضب خدا مہدی علیا حضرت عائشہ صدیقہ زوجہ مطہرہ رسول خدا  
 کی طرف متوجہ ہونگے۔ اور اس کو زندہ کر کے اس پر حد جاری کریں گے۔ حد جاری کرنے سے مراد یہ ہے۔ کہ نبی عائشہ کو  
 زندہ کرنے کے بعد اس کو دشت یا ستون یا چارپائی سے باندھ کر اس کے پشت پر اشی دے لینے کوڑے لگوائیں گے، آہ!  
 یہ گالیاں نہ خدا و یا دیگر مشرکوں کی طرف سے ہوتی ہیں نہ معصوب اور ضالین یہود اور نصاریٰ کی جانب سے مذکور، بلکہ  
 اسلامی لباس میں کلمہ پڑھنے والے منافق رنگ برنگ کے طریقوں سے اصحاب رسول کو بھی گالیاں دیتے ہیں اور  
 ازواج رسول کی بھی پردہ دری اور امانت میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے جو ضننا خود رسول خدا کی صریحاً دل آزاری کرنے پر تلے  
 ہوئے ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی مسلمان رافضیہ کے مہدی کو اپنا مہدی سمجھیں یا اس کو اپنے دل میں کوئی مغز ہستی سمجھیں  
 تو اس کے عقل پر خننا ماتم کیا جائے کم ہے اسکے متعلق میرا درد دل بھی کچھ سنئے۔

۱	مہدی پاکش بہ بین و ظلم ناپاکش بہ بین	تاچہ خواہد کرد یا اہل امام المرسلین
۲	مرقدہ صدیقہ را زینخ و بن ویراں کند	بعدہ اور اکشد از پردہ زیر زمین
۳	زندہ گرداند و گردن بند بر و طوق و رسن	تا زندہ بردہ اش آں .....
۴	آں عزیز المحترم مجبوجہ نور قدم	آنکہ اور ایک گفتہ خود الہ العالمین
۵	آنکہ او مخصوص از ہر رسول اللہ شدہ	آنکہ تصویرش منزل گشتہ از عرش بریں
۶	آنکہ بودہ مصطفیٰ را دائما آرام دل	آنکہ در ازواج بودہ از ہمہ افضلتریں
۷	آنکہ از درس نبی علامہ دوراں شدہ	یک جہاں آموختہ از مکتبش اسلام دین
۸	بود در دنیا ملکہ مومنانرا بے گماں	نیز بر حکم خدا گردیدہ مادر ہم جنیں

۹	کلمینی یا حیرا کلمی گفتے مدام
۱۰	پس جنیں مقبولہ پیغمبر و پروردگار
۱۱	انہیں حالت چہ خواہ نمون و یا کافرش
۱۲	مومنان را پس ہے باید کہ گویندش ہمہ
۱۳	ہر چہ گفتہ یا کہ گوید احتمال ننگش ز تو

لیکن مجھے اس موقع پر ایک خیر خواہانہ مشورہ دینے میں تامل یا بخل نہیں۔ جہاں تک ہو سکے ایسا نرم و روا فرما دینی  
بہ طور سابق پوشیدہ رہے اگر ایسے ظالمانہ ارادہ سے باہر آئیگا (تو پھر کیا ہو گا خدا کا ن لگائیں)

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
اچیزیں گوئے آن دیو گردد برون	بنیزنگ و تزویر و مکر و فسوں	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱
زکین صحابہ بجوش و خودش	کہ تا او علم را بر شیرب زند	زبیداد ناکردنی با کند	بے پردگی آن زویل جہاں	چنین نیز از کینہ انتقام	کشد و دمنش ز روح و رواں	زند دژہ و شرمسارش کند	بجائوئے آن جادو حساب و داں	چو از حد فطرت تجاوز کند	بیانید با گز مائے گراں	بست و گردش خوں فشان	۱۲
ہم زمر قد کشد مادر مومناں	بے پردگی آن زویل جہاں	چنین نیز از کینہ انتقام	کشد و دمنش ز روح و رواں	زند دژہ و شرمسارش کند	بجائوئے آن جادو حساب و داں	چو از حد فطرت تجاوز کند	بیانید با گز مائے گراں	بست و گردش خوں فشان	۱۳	۱۴	۱۵
زگنبد دو یاران خیر الانام	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
کہ تا سر کیے را بدارش کند	زند دژہ و شرمسارش کند	بجائوئے آن جادو حساب و داں	چو از حد فطرت تجاوز کند	بیانید با گز مائے گراں	بست و گردش خوں فشان	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸
لمزہ در آرزوین و زمان	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹
بیانید با گز مائے گراں	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰
بست و گردش خوں فشان	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱

۱۳ کہ تازیں خیال خیس و زبوں کند تا ب و خاسر و سرنگوں

۱۴ ہمیں بادش احمد ننگشی کہ تا خاک گرد و چینی آتش

(نقصم) ہندے آل رسول بھی جدا ہیں۔ خلاصہ طور پر حسب ذیل جدول سے اندازہ لگائیں.....

## شیعوں کے آل رسول

## سنیوں کے آل رسول

آل رسول یعنی پیروان رسول چنانکہ آل فرعون یعنی پیروان فرعون	معنی دوازدہ امام وغیرہ اولاد علی ابن ابی طالب
” اسی قرآن کے ماننے والے، اور تعلیم دینے والے	معلم تو اسی قرآن کے اور ماننے والے دوسرے قرآن کے
” اسی قرآن کو کامل اور محفوظ جاننے والے	اس قرآن کو مشکوک بنا کر علی والے قرآن کو چھپا بیٹھے
” حکم جماعہ نبیم اصحاب ازواج بنی سے محبت رکھنے	اشداء علی الکفار کے مورد نکراں سے بعض رکھنے والے
والے دین الہی کو تمام دنیا میں اشاعت دینے والے	دین کے چھپانے میں تاکید کرنے والے ملاحظہ ہوں کافی حیات العلویہ

کلام اللہ اور سنت رسول سے تسک کر نیوالے  
عابد زائد منصف اور عادل عامل بالقرآن  
ولا یخافون لومة لایة کے نونے  
مجاہدین فی سبیل اللہ الی یوم القیامۃ  
الفرض مجموعہ جملہ حسنات ہیں۔

کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ سے تو کوئی سرکامین صرت جیسا  
اماموں کی خود ساختہ حدیثوں کو کلام ربانی کا رسم بدلے بنا کر اس کو کافی یقین  
کرنے والے ملاحظہ ہو کافی جیسے قرآن کے معانی مخالف یک دیگر  
بیان کرنے والے ملاحظہ ہو کافی حضرت ارشاد خداوندی قرآن مجید میں  
اذا اصابتکم مصیبة قوالوا ان الله وانا الیه راجعون ہ

ترجمہ خدا کے نیک اور پسندیدہ لوگ وہ ہیں جو کہ کسی مصیبت کے آنے  
پر صرت یہی کہتے ہیں کہ ہم خدا کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر ہم کو جانا ہے رزق ہماری کوئی ملک ہے نہ ہمار کوئی اختیار  
پس وہی سیدھے راستہ پر ہیں۔ آؤ دیکھو تمام رافضی آل رسول کی ماہ محرم میں منگامہ خیریاں۔ بلکہ امام اول سے  
آج تک یہی محشر ستان جاری ہے۔ اس وقت آہ و بکا تو صرف خلافت اور حصول سلطنت کے لئے تھا۔ اب تو خلافت  
ولایت، امامت، مودت غرض ہر ایک امر کے لئے شعبہ جات بلکہ آیت مرفوضہ الصدر کے برخلاف امام باڑے۔ مانم  
سر اٹیں بطور دارالعلوم کے قائم کرے ہیں۔

(دھنم) تم جملہ فرقہ رائفہ کا مفہوم اہلیت بھی جدا ہے۔ سنو زیادہ طول دینے کی ضرورت نہیں۔ ہم  
اہل سنت کے نزدیک جو قرآن مقدس پر ایمان رکھتے ہوئے عقل سلیم اور دایت خدا داد سے مستفید و بہرہ ور ہیں۔ اچھی  
طرح اور بخوبی جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سورۃ احزاب رکوع ۷ میں تین جگہ متواتر ازواج نبی بالنساء النبوی دیکر کر بھارت  
فرمایا ہے کہ تم اور خواتن کی طرح نہیں ہو۔ خدا کو تو بس یہی منظور ہے کہ تم سے ہر طرح کی گندگی کو دور کرے۔ اور تم کو ایسا  
پاک و صاف بنائے جیسا کہ پاک صاف بنانے کا حق ہے۔ پس یہی اہل بیت پیغمبر ہیں جو خدا کی کتاب مقدس میں مذکور  
ہوئے مختلف لوگ مختلف خاندانوں سے شادی بیاہ کرتے ہیں۔ خواہ وہ کسی قوم سے متعلق ہوں لیکن جبکی زوجہ ہو۔  
جس گھر میں آباد ہو وہ اسی کے گھر والی سمجھی جاتی ہے جسکو عربی میں اہل بیت کہتے ہیں۔ نبی کریم کی بیٹیاں جس جس کے گھر  
میں چلی گئیں وہ اسی کے اہل بیت بن گئیں لہذا اعلیٰ کے گھر والے اسی کے اہل بیت تھے۔ اگر کسی معتبر روایت سے  
یہ ثابت بھی ہو جائے جیسا کہ شیعہ فرقوں میں یہ روایت زبان زد خاص و عام ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک  
چادر میں علی فاطمہ حسن حسین کو لپیٹ کر اوسے حتیٰ میں دعا دی جو بعد میں آل عبا کے ساتھ مشہور ہو گئے۔ تو اس سے صرف  
یہی ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے بھی برکت طلب کی تھی۔ نیز یہ ابھی زیر بحث ہے کہ عربی زبان میں  
آل ذی روح انسانوں کے لئے استعمال تھا ہے اور اہل غیر ذی روح کے لئے۔ مثلاً اہل مکہ اہل مدینہ وغیرہ اور اگر آل مکہ و  
مدینہ کہا جائے تو یقیناً غلط ہوگا پھر آ لہبآ کو کون سے طریقہ سے بلا وندہ درست تسلیم کر لیا جائے۔ دہرہ کہ اگر اہل بیت  
کے مفہوم میں ازواج سے کتب اہل سنت ثابت کرنے کے سزاواروں دلائل پیش کیے جائیں۔ تو بھی وہ خدا کے مزاج خطاب

کے بالمقابل جو بار بار مخاطب کئے گئے ہیں ہم کیونکہ تسلیم کر سکتے ہیں کہ اس میں رافضیہ نے کوئی مداخلت نہیں کی ہے۔  
 کیا قرآن عظیم کے سوا اس زمین کے اوپر کوئی بھی ایسی کتاب یا صحیفہ و نوشتہ مل سکتا ہے کہ انسانوں کی دست  
 اندازی اور ملامت سے پاک ہو رہ حال ہم کو اہل بیت صرف ازواجِ پیغمبر خدا کو سمجھتے ہیں لیکن  
 (تم شیعوں کے نزدیک اہل بیت کون ہیں)

صرف علی فاطمہ حسن حسین ہیں جو آلِ عبا کے ساتھ شہرت یافتہ ہیں جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ جبکہ پورے  
 رکوع مذکورہ میں جملہ سات عددائیت نازل ہوئی ہیں کسی تعجب کی بات ہے کہ سات میں سے چھ آیتیں پیغمبر ص  
 صلوات اللہ علیہ کی پیروی کے حق میں قبول کی جائیں اور بیچ میں خواہ مخواہ ایک آیت میں ان کی بجائے دوسروں کا ذکر کر کے  
 مستحقین کو بے دخل سمجھا جائے حالانکہ اگر حقوڑا ساجی غور سے کام لیا جائے تو اسی مشہور روایت کے اندر بھی آپ کو ص  
 صاف نظر آئیگا۔ کہ اصل مقصود قرآن کے اندر رسول علیہ السلام کی سیدیاں ہیں۔ اور وہی ان کے گھر والی اہل بیت ہیں۔ اور  
 باقی یعنی راکل عبا، طفیل ہیں جو دعائے پیغمبر کے ذریعہ ان کو بھی بعض اہل سنت اہل بیت میں شمار کرتے ہیں،

جبکہ ہم سلمہ رض رسول علیہ السلام کی نبی بنے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں اس آیت تطہیر میں داخل نہیں ہوں۔ تو نبی کریم نے  
 فرمایا (اذلت علی خبی) کہ تم تو بہتر حالت میں ہو یعنی کہ تم بہ میری دیگر پیروی کے خدا کی جانب سے پہلے ہی داخل ہو  
 تمہارے لئے دعا مانگنا محض حاصل ہے) الخضر تمہارے نزدیک اہل بیت ایک موم کی ناک ہے محیط چاروں طرف  
 (ایک طرف سے) دیدہ دانستہ پیغمبر خدا کی سبیاں جو حکم خدا القیامہ خدا ہیں۔ نہایت امانت اور حقارت سے نبی کریم کی چاروں طرف  
 سے نکالنے کی ناپاک کوشش میں تمہارے اوّلین و آخرین مصروف ہیں۔ تو دوسری طرف سے، سرزمین ایران کے ایک  
 باشندہ کو ہزار ڈیڑھ ہزار میل سے لاکھ مقدس محل تطہیر میں اس کو داخل کر رہے ہو۔ ملاحظہ ہو احیات القلوب جلد دوم صفحہ ۹۷

حضرت صادق خرمود۔ سلمان ازما اہل بیت است۔ ازما اہل بیت است، یعنی جعفر صاحب نے  
 تین دفعہ فرمایا کہ سلمان ہم اہل بیت میں سے ہے ایضاً حضرت صادق بہ لہجہ غضبناک فرمود اے ابو بصیر حق تعالیٰ  
 سلمان را علوی کو بعد ازاں کہ مجوسی بود قرشی گردانید، بعد ازاں کہ فارسی بود، پس صلوات خدا باد بر سلمان، ترجمہ امام جعفر نے غصہ  
 میں آکر ابو بصیر کو فرمایا کہ تم سلمان کے متعلق کیوں گراؤ خیال رکھتے ہو؟ وہ اگرچہ مجوسی گبر تھا۔ مگر اب خدا نے اس کو علوی کر  
 کے سید بنایا۔ اور فارسی الاصل سے قرشی بنایا۔ پس خدا کا درود ہو سلمان پر، دیکھو ایک غیر شخص کو خواہ مخواہ بافتیاخصی  
 خود تمہارے امام نے نہ صرف اہل بیت میں شمار کیا بلکہ اس کی ذات پات کو بھی بدل دیا مجوسی سے سید بنایا۔ اور مجوسی سے  
 قرشی، یہ ہیں آپ کے اماموں کے اختیارات اور اسرار امامت کے خفیہ خزانے کہ خدا کے انتخاب شدہ لوگوں کو اہل بیت  
 نبوی سے نکال کر ایک اجنبی کو اہل بیت بھی بنایا۔ اور ساتھ سید بھی، بلکہ شہناہ پست کے نطفے کو تفسیر دے کر ایرانی سے  
 عربی الاصل بنایا کیا اب بھی آپ سمجھے یا نہ کہ اہل بیت کا مفہوم آپ کے ماں (موم کی ناک) ہے اچھا کلب علی اب کو

# دھوکہ

سلسلہ ماہ گذشتہ

رفزدہ محمد حسین (شوق) سپلائی

کربلائی۔ میر صاحب آپ غیر متعلق باتوں پر زور صرف فرمانے کی بجائے ہمارے جیسے علم سے ہتی مایہ نفوس کیلئے شمع ہدایت کا کام دیکھئے ممکن ہے کہ آپ کے فیض محبت سے میرے شکوک کی چیدہ گتھی سلجھ جائیگی، میر صاحب کیا خوب میری محبت سے آپ کے شکوک کا رافع ہو جائے تو اس صورت میں ممکن ہو سکتا تھا کہ آپ میری گزارشات پر غور کر کے اپنے لئے کوئی صراط مستقیم تلاش فرما رہے ہوں جو قطعاً ناممکن ہے کیونکہ اس کے لئے قدرت کی امداد اور نفس کی صلاحیت و استعداد کا وجود لازمی عنصر ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

فائدہ کیا کرے محبت جو نہ ہو استعداد باغ میں جا کے کبھی زار خوش الحال نہ ہوا

اگر اس کے برعکس آپ مجھے دام میں لانے کی سعی لا حاصل کر رہے ہوں تو پھر؟ آپ اصل مدعا کو درمیان میں لائیے۔

کربلائی (مبتسمانہ انداز میں) ہاں اہل سنت والجماعت کا خیال ہے کہ حضرت صدیق اکبر کی خلافت اجماعی اور خالص جہوی طریق کا رہے واقع ہوئی ہے کیا یہ صحیح ہے حالانکہ بنی ہاشم کے علمائین حضور صلعم کے غسل میں مشغول تھے انہیں اطلاع تک نہیں ہوئی۔ اور نہ ان سے کوئی رائے دریافت کی گئی پھر جو روت کا یہ غفلت کیا معنی رکھتا ہے ذرا مفصل روشنی ڈالئے،

میر صاحب بالکل صحیح لیکن تاریخ اس کی گواہ ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ غسل دیتے والوں کے پاس موجود تھے۔ لیکن بنا بر حکم شرعی غسل دینے کے مجاز نہ تھے۔ کیونکہ غسل خالص قریبی اعزاء اور اقارب کا فرض ہے۔ ان

سے چنانچہ الفاروق میں علامہ شبلی مند البعلبعلی میں سے حسب ذیل روایت نقل کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ کے خانہ مبارک میں بیٹھے تھے کہ دفعتہ دیوار کے پیچھے سے ایک آدمی نے آواز دی کہ اے ابن خطاب دریا بہر آؤ میں نے کہا چلو ہونہم لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم کے دربارت میں مشغول ہیں۔ اس نے کہا ایک بار درہ پیش آیا ہے یعنی انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں اکٹھے ہوئے ہیں۔ اس لئے خلیفہ کران کی خبر لو ایسا ہو کہ انصار کچھ ایسی بات کر بیٹھیں جس سے لڑائی چھڑ جائے اس وقت میں ابو بکر سے کہا چلو آؤ۔ آگے علامہ شبلی لکھتے ہیں کہ اس سے ظاہر ہوا کہ حضرت عمر وغیرہ نے خلافت کی بحث کو چھوڑا تھا وہ اپنی خوشی سے سقیفہ بنی ساعدہ کو جانا چاہتے تھے دیکھو قحط اباری جلد ۱۱ نیز حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی خلافت و امارت کے طالب نہ تھے۔ اور کتب فریقین سے یہ امر ثابت ہے اہل سنت کا تو یہ دعویٰ ہی ہے کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے خلافت کو اپنا حق قرار نہیں دیا۔ اس وقت پر شیعوں کی متبرک کتاب نہج البلاغہ مطبوعہ مصر ۱۹۵۷ء سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک ارشاد نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں۔

(ہفتیہ دیکھو صفحہ ۲۸ کے نیچے)

حالات میں جب یہ اطلاع پہنچی کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں قبائل انصار خلافت کے بارے میں جھگڑا کر رہے ہیں تو حاضرین میں سے حضرت صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے یہاں پہنچ گئے۔ جو ایسے وقت میں مہاجرین کی طرف سے نمائندہ تصور کیے جاسکتے تھے۔ چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ اپنے کام میں مشغول تھے۔ اسلئے اتفاق رائے ہی طے ہوا کہ خنئی دیر آپ غسل سے فارغ ہوں ہم جا کر ان کی بات سنیں اور انہیں روکیں کہ جب تک اس شخص کی طرف سے قرابت حاصل نہ ہو یہ تنازعہ بے محل ہے بعد میں یہ باتیں طے کی جاسکتی ہیں۔ لیکن جب موقع پر پہنچے تو معاملہ دگرگوں تھا انصار کے مخالفانہ خطبے مجلس کو مشتعل کرنے میں حلقی آگ پر تیل کا کام کر رہے تھے۔ اب آپ ہی انصاف فرمائے جبکہ وہ سرے سے ام خلافت میں مہاجرین کا حق ہی نہ سمجھتے تھے تو وہ مصاححانہ تحریک التواؤ کے لئے کیسے تیار ہو سکتے تھے لہذا ان سرور حضرت نے موقعہ کی نزاکت کا اندازہ کرتے الائمہ من القریش کا فرمان مصطفوی انصار کے گوش گذار کیا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا ان حالات میں نہایت ضروری تھا جس کا انکار بنی ہاشم کے علماء نے بھی مناسب نہ سمجھا۔ اور رحبت کر لی۔ اس سے زیادہ آپ کس کو جمہوری کہیں گے۔

کربلائی۔ کیا جمہوریت کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ جہاں تک اس وقت اسلام پھیل چکا تھا۔ تاریخ منقر کر کے انہیں اطلاع دی جاتی تاکہ سب قبائل کے اہل الرائے لوگ جمع ہو کر کسی ایک شخص کو خلیفہ منتخب کرتے۔

میر صاحب کیا خوب آپ جانتے ہیں کہ اس وقت اسلام تمام خزیرۃ العرب اور اس سے باہر بھی پھیل چکا تھا۔ اور موجودہ تمدنی اور صنعتی دور کے ذرائع نقل و حرکت مثلاً موٹر کار، ہوائی جہاز وغیرہ کا تصور بھی کسی کو نہ تھا۔ تو اتنی جلدی کیسے تمام لوگوں کو اطلاع دی جاتی۔ یا وہ موقع پر پہنچ سکتے۔ اگر ایسا کیا جاتا تو تقریباً کئی ماہ اس آمد وقت میں صرف ہو جاتے ادھر دو دن کے اندر تو کئی قبائل فرزند اور کئی شرائع اسلام کے منکر ہو چکے تھے۔ تمام لوگوں کے جمع ہوتے ہوتے جمع دم کل جانیگا زلف کے سر ہونے تک، والا معاملہ ہی ہو جانا پھر خلیفہ کا ہے کو منقر کرتے ۛ

کربلائی آپ دوران تقریر میں فرما چکے ہیں کہ قبائل انصار کے خطیب دونوں جماعتوں کو مشتعل کر رہے تھے۔ اور ان کے اس رویہ سے فساد کا اندیشہ تھا تو پھر فرمان خداوندی رحماء مہیم کے صحیح مصداق میرے خیال میں وہی لوگ ہونگے

بقیہ حاشیہ ۱: واللہ ما کانت لی فی الخلافۃ رغبۃ  
ولا فی الولاۃ ارجۃ ولكنکم دعوتونی الیہا و حملتونی علیہا البتہ تم نے مجھے خلافت کی طرف بلایا، اور اس پر مجھے راغبیتہ کیا۔  
اسی کتاب کے تحت پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں وانا لکم وزیر وخیل لکم معنی امیر اور امیر ہونا تھا میرے لئے میرے امیر ہونے سے بہتر ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ خلافت و امارت کے ہر گز خواہاں نہ تھے اور آپ نے صاف فرمادیا کہ خلفائے ثلاثہ کی وزارت کو میں اپنی امارت و خلافت پر ترجیح دوں گا۔

(مجموعہ خطبات و کلمات و رسائل حضرت علی رضی اللہ عنہ)



# حزب انصار کی آٹھویں سالانہ جلسہ

## حزب انصار کا آٹھواں شاندار سالانہ جلسہ

موضع ہرہ، ۲۰ مارچ ۱۹۳۸ء بمقام جامع مسجد بھیرہ حزب انصار کا آٹھواں سالانہ جلسہ نہایت نزک و احتشام کیساتھ منعقد ہوا۔ تعداد حاضرین و لوگ انگیز تقاریر اور اہم قراردادوں کی منظوری کے لحاظ سے یہ جلسہ تمام گزشتہ سالانہ جلسوں سے زیادہ کامیاب اور زیادہ شاندار ہوا۔ علمائے کرام میں سے مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری مولانا محمد بشیر صاحب گٹوالوی، مولانا محمد مسعود صاحب الہادی، مولانا محمد اشرف صاحب ہزاروی، مولانا ابوسعید محمد شفیق صاحب، مولانا محمد داؤد صاحب، مولانا علاؤ الدین صاحب، مولانا محمد زبیر صاحب، مولانا سیرزادہ محمد ربیع صاحب قاسمی، خان زادہ مولانا غلام احمد خان صاحب نگیش، مولانا محمد الدین صاحب، مولانا عبدالہی صاحب، مولانا سیرنیر شاہ صاحب، مولانا عبدالرحمن صاحب، حافظ قاری مولوی عبدالرحمن صاحب سرگودھی، مولانا محمد صاحب، مولانا غلام محی الدین صاحب، مولانا عبدالحمید صاحب وغیرہ کی شرکت نے جلسہ کی رونق دو بالا کر دی، صوفیائے کرام و مشائخ عظام میں سے حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب سجادہ نشین آلودہ شریف، حضرت صاحبزادہ محمد محبوب الرسول صاحب اللہ شریف، مولانا محمد حنیف صاحب سجادہ نشین کوٹ موئن، سائیں امیر سلطان رضا سجادہ نشین درگاہ میراں صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حاجی سردار شاہ صاحب جھک، سپرنٹنڈنٹ صاحب سجادہ نشین خوشاب صاحبزادہ عبدالغفور صاحب سجادہ نشین نور خانہ والا، بایں صاحب سیر بادشاہ صاحب، سیر شمس الامیر صاحب، مولانا مفتی عطاء صاحب سجادہ نشین رتہ شریف سیر حیات شاہ صاحب و دیگر بزرگان دین، شیخ پر رونق افروز ہوتے رہے،

بقیہ صفحہ ۳۱ میر صاحب۔ سچ ہے ہم سخن گز گز نہ مستمع۔ قوت طبع از تم کلک بجوی، میری اس تہم تر سمع فراشی کا لب لباب یہ تھا۔ کہ وہ واقعہ اتنا اہم اور غیر معمولی تھا کہ اس کا ہر وقت بتایا جاسکے اور اس کا واحد علاج کتاب فرماتے ہیں کہ معمولی بات پر فرما چاہتے تھے باقی ریا جماعت ہمیں کا معاملہ تو وہ انسان تھے اور غصہ ان کی فطرت میں موجود تھا۔ لیکن اس کا مظاہرہ کرتے ہوئے یا کرنے کے بعد ایک دوسرے کو خارج از اسلام نہ سمجھ لیتے تھے۔ بلکہ انہیں اپنا بھائی اور مسلمان تصور کرتے تھے۔ تاہذا وہ الفاظ آپ کو یاد ہونگے جو بیخ بلاغت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمائے تھے۔ کہ وہ ہمارے بھائی ہیں اور مسلمان ہیں۔ ہمارا اور ان کا خدا ایک، رسول ایک، وہ لوگ گفتگو میں تیز باتیں کہنے یا سننے کے بعد بھی ایک دوسرے پر جان دینا نہ یہی فرضیہ خیال کرتے تھے۔

روساء ملت اور زعماء میں سے خان بہادر ملک شیر محمد خان صاحب لون رئیس اعظم و آنریری مجسٹریٹ کوٹ حاکم خان شیخ محمد نیر صاحب تحصیلار نیشنل مہیا فضل الہی صاحب مہتمم رئیس بھیرہ، حکیم مولوی شاہ محمد صاحب رئیس شیخ پورہ حکیم محمد دین صاحب، ڈاکٹر حکیم غلام جیلانی صاحب، خان محمد یعقوب خان صاحب، حاجی غلام حبیب صاحب، ملک سولائش صاحب وکیل سرگودھا، و دیگر عائدین نے خاص دلچسپی کا اظہار کیا، جلسہ میں شریک ہو کر کارکنان کی طرح حوصلہ افزائی فرمائی، علاوہ ازیں صوفی عبد الرحیم صاحب شاہ پوری رشتہ منظر نگار، یو پی کے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں اپنے مخصوص انداز اور لہجہ کی داد دی کے ساتھ ہر اجلاس میں نظمیں پڑھ کر حاضرین کو بے حد محظوظ کیا۔ نیشنل بقیہ خانہ اسلامیہ پٹنہ اور انجان کے بچوں نے تبلیغی نظمیں اپنی معصوم زبانوں سے نہایت وقت انگیزہ ہج میں پڑھیں یہاں محمد شریف و دیگر نعت خوانان بھیرہ نے بھی نعت خوانی سے حاضرین کے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا جذبہ پیدا کیا،

جیوش حزب الانصار (انوار محوری) میں سے جیش فاروقی جیش صدیقی جیش عثمانی، جیش حیدری، اور کھنڈہ لکھنوی اور مڑی پھلون کے رضا کاران خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہیں۔ جلوس کی شان و شوکت کو بڑھانے اور مسلمانوں کی خدمت کے ولولہ کا اظہار کرنے میں ان جوانوں نے خاص متحرک کا اظہار کیا کم و بیش ایک سزا رضا کاران ایام میں کارنامے منو غنی کی انجام دی ہیں مصروف ہے۔ امیر حزب الانصار کی طرف سے حملہ کاروں کو شکریہ ادا کیا جاتا ہے اللہ کریم جمیع کے ارادوں میں برکت عطا کرے آمین اندائے آفرینش سے حق و باطل کے مابین معرکہ کا زار گرم ہے۔ اسی اصول کے تحت چند گناہمہستیوں نے سالانہ جلسہ کو ناکہ بنائے لے اتری سے جوتی ناک رو صوفت کیا مگر خداوند کریم کی قدرت کاملہ نے جلسہ کا شان پہلے سے دوبالا کر کے حاضرین کو متلاذبا کر لیا حق دعو اور لایعنی سے اسلام کی عظمت میں قدرت نے یک دی ہے۔ انتہائی یہ ابھیر کا جذبہ کہ دبا دو گے

سیکریٹری صاحب میونسپل کمیٹی بھیرہ شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے جلسہ کے ایام میں ٹرکوں کی صفائی اور چھڑ کا وغیرہ کی انتظام کر کے اپنی فرض شناسی کا ثبوت دیا۔ محکمہ پولیس کا رویہ بھی جلسہ سالانہ کے موقع پر بے حد قابل تعریف رہا۔ ملازمین پولیس نے خادمہ خلق ہونے کا بہترین ثبوت ہم پہنچایا، چوہدری محمد انور صاحب سب انسپٹر پولیس کے علاوہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس محمد شریک علی و دیگر افسران مع خاص پولیس گارڈ کے انتظامات میں مصروف رہے

جگہ گورنمنٹ ہر ماہ ۱۲ بجے بروز جمعہ صبح ۱۲ بجے ریلوے میٹیشن سے شاندار جلوس مرتب ہو کر بازاروں سے گزر کر ایک بجے جامعہ پنچا جلوس میں باوردی رضا کاروں کے علاوہ سربراہ ہمدردان و ارکان حزب الانصار شریک ہوئے راستہ میں تمام بازار شاندار طریقہ سے سجائے گئے تھے۔ دو کارنداران نے اپنی دوکانوں کی آرائش و تزیین میں خاص دلچسپی کا اظہار کیا ناشکی کمانوں اور دروازوں کی کثرت سے مالیان بھیرہ کی دلی عقیدت و محبت کا مظاہرہ قابل دید تھا۔

حاضرین، اضلاع کھیل پور گجرات، شاہ پور، جھنگ، میانوالی، گوجرانولہ، جہلم اور لائل پور کے سر حصہ اور علاقہ میں سحر نامہ گان کی کثیر تعداد نے جلسہ میں شریک ہو کر اپنے اپنے علاقہ کی نمائندگی کا حق ادا کیا۔ کم و بیش چھترہ ارجمانوں کو خیر انصاف کے نذر خانہ سے دونوں وقت بلانے وضع کھانا کھلایا گیا۔ مہمانوں کی رہائش کا انتظام بھی تسلی بخش رہا۔ ہر اجلاس میں

حاضرین کی تعداد پندرہ سو تیرہ تھی۔ جلسہ میں حاضرین کی تعداد میں بڑا اضافہ ہوا جس کی وجہ سے جلسہ کا جگہ کافی تنگ رہا۔

قراردادیں سات قراردادیں اس فخرپاس ہوئیں جن میں سے امیر خرب الا نصاریٰ اعتماد کی قرارداد کے وقت حاضرین کے جوش و خروش کا رقت انگیز منظر قابل دید تھا۔ قراردادیں انعامات کے نام بھیجی گئی تھیں۔ مگر افسوس کہ مسلم انعامات نے جلسہ کی کاروائی متاثر کرنے سے افسوسناک بے اعتنائی و بے توجہی سے کام لیا۔

حسب ذیل قراردادیں بالاتفاق پاس ہوئیں

۱۔ مسلمان بھیرہ و مفصلات کا یہ شاندار اجلاس خجاب مولانا ظہور احمد صاحب گبوی امیر غرب الانصار بھیرہ کراچی  
 اعتماد کا اظہار کرتا ہے اور ان کی اسلامی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ان سے درخواست کرتا ہے۔ کہ مخالفین کی حرکات  
 سے کسی طرح بھی متاثر نہ ہوں اور بدستور جاری رہنمائی فرماتے ہیں۔

محرم، حکیم شاہ محمد صاحب میونسپل کشر بھیرہ، مؤیدین، سر غلام جلالی صاحب میونسپل کشر وٹس بھیرہ  
خان محمد یعقوب خان صاحب میونسپل کشر، جناب مولانا محمد صلیف صاحب سجادہ نشین کوٹ مومن مولانا محمد  
صاحب خطیب جامع مسجد بھولوال، جناب مولانا مفتی عطاء محمد صاحب زوی سجادہ نشین رتنہ شریف، مفتی فضل عظیم  
صاحب بھیرہ، حاجی غلام حبیب صاحب پراچہ۔ پیر شمس الامیر صاحب سجادہ نشین بھیرہ دروازہ پیر نواز الشیخ محمد علی  
پیشتر تحصیلدار بھیرہ، مولانا حسن وکیل سرگودھا، جناب مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب خان حضرت صاحبزادہ محمد محبوب الرسول صاحب اللہ شریف  
۳۔ چونکہ آل انڈیا مسلم لیگ اپنے اجلاس منعقدہ لکھنؤ میں مسجد شہید گنج کی بازیابی کو اپنی جماعت کا متفقہ مطالبہ قرار  
دیکھی ہے نیز اجلاس ملی میں اس کا اعادہ کر چکی ہے۔ اسلئے حزب الانصار بھیرہ کا یہ عظیم الشان اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ  
سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ حلد از حد حصول مسجد کھیلے کوئی عملی پروگرام پیش کر کے اپنی قراردادوں کو عملی جامہ پہنائے۔

(ب) یہ اجلاس تمام اسلامی مجالس - جمیع علمائے کرام اور صوفیائے عظام سے پرزور درخواست کرتا ہے کہ وہ اس اہم مسئلے میں متحدہ محاذ قائم کر کے کوئی عملی اقدام کریں۔

اس سلسلہ میں مجلس مذکور کو کامل تعاون اور امداد کا یقین دلاتا ہے

محرم ک صاحبزادہ سید فیض الرحمن شاہ صاحب بی، اے میوید مولانا عبدالرحمن صاحب، حکیم مولوی شاہ محمد صاحب  
مس - حزب الانصار بھیرہ کا یہ عظیم الشان سالانہ اجلاس وزیر تعلیم پنجاب سے مطالبہ کرتا ہے کہ مسلمانان پنجاب کی  
نذر سی، تعلیمی و اخلاقی ہوسودی کے لئے حسب ذیل امور کو ریف حلقہ از جلد توجہ کی جائے۔

(الف) مسلمان بچوں کی ابتدائی تعلیم لازمی یا جبری کے نصاب میں تعلیم قرآن مجید شامل کی جائے قرآن مجید کی تعلیم کے انتظام کے بغیر مسلمانوں میں ابتدائی تعلیم کا فروغ نہیں ہو سکتا۔

(ج) سرسبز تعلیم پنجاب کے سرسبز سہ اور درس گاہ میں جہاں مسلم طلباء و طالبات کی تعداد ۵۰ فیصدی سے زائد ہو۔

مسلم بچوں کے لئے اسلامی نصابِ تعلیم رائج کیا جائے۔

(ج) جب تک کوئی ستر اسلامی نصابِ تعلیم مرتب نہ ہو انجمن حمایت اسلام لاہور کا مرحلہ اسلامی نصاب جو سرشتہ تعلیم پنجاب کا منظور شدہ ہے رائج کیا جائے۔

(د) اسلامی نصاب اور نظامِ تعلیم کے سلسلہ میں اجلاس ہذا حکومت پنجاب سے مطالبہ کرتا ہے کہ مسلمانوں کے نصابِ تعلیم کی ترتیب و تالیف کے لئے مسلم ماہرینِ تعلیم کی ایک کمیٹی جلد از جلد مقرر کر لے۔ منجانبِ صدارت

..... (۴) مسلم ارکانِ مجالس آئین ساز سے حزب الانصار بھیرہ کا یہ سالانہ اجلاس پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ مرکزی و صوبائی مجالس آئین ساز میں ایک ایسا قانون منظور کرایا جیسا کہ قرآن پاک کی طاعت و اشاعت تحتِ اہل اسلام محفوظ ہو جائے۔ تاکہ کلامِ الہی کی صحت و حرمت قائم رہ سکے۔ منجانبِ صدارت

..... (۵) (الف) حزب الانصار بھیرہ کا یہ اجلاس تقسیمِ فلسطین کو نہ صرف اسلامیانِ فلسطین کے لئے بلکہ مسلمانانِ عالم کے لئے انتہائی مضر سمجھتا ہے اور اسلام کے قبلہ اول کی تقدیس و حرمت کے خلاف سمجھتا ہے۔ منجانبِ صدارت

(ب) اسلامیانِ فلسطین کے جذباتِ حریت کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور استعماری قوتوں کے ان مظالم کو جو فلسطین کے مظلوم عربوں پر روا رکھے جا رہے ہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ خداوندِ برحق فلسطین کو اس جہادِ حریت میں کامیاب کرے۔ منجانبِ صدارت

..... (۶) حزب الانصار بھیرہ کا یہ اجلاس ملکِ برکت علی صاحبِ اید و کیٹ ممبر پنجاب اسمبلی کے پیش کردہ بل متعلقہ تحفظِ مساجد کی پر زور تائید کرتا ہے۔ اور حاکمِ مسلم اراکینِ پنجاب اسمبلی سے درخواست کرتا ہے کہ اس بل کو پنجاب اسمبلی میں منظور کرانے کی ہر ممکن جدوجہد کریں اور اگر گورنر پنجاب اس بل کو جو مسلمانانِ ہند کے مطالبہ کی ایک نہایت ہی مفید و آئینی صورت ہے پنجاب اسمبلی میں پیش کرنے کی اجازت نہ دے تو اس صورت میں حاکمِ مسلم ارکانِ پنجاب اسمبلی اپنے استغنے داخل کر دیں۔

محرمک ملک مولابخش صاحب بی، اے وکیل سرگودھا، مولانا محمد رفیع خان صاحب بیٹس سدا اکبہ (۷) چونکہ مسٹر عنایت اللہ مشرقی بانی تحریکِ خاکساری کے خلاف اسلام عقائد کی بنیاد پر جمیع علمائے دین متین اسکے خارج از اسلام ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں اور عنایت اللہ مشرقی کی ہر تجویز و تحریک اسلام اور اہل اسلام کے لئے مملکت اور ضرر رساں ہے بنا بریں یہ اجلاس گورنمنٹ پنجاب پر یہ واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہے کہ مسٹر عنایت اللہ مشرقی کو اسلام اور اہل اسلام کی فائدہ گئی کا کوئی حق حاصل نہیں اور نہ ہی وہ منجانبِ اہل اسلام گورنمنٹ سے کسی مطالبہ کا حقدار ہے۔ اسکے اگر مسٹر عنایت اللہ مشرقی کے کسی مطالبہ کی طرف گورنمنٹ پنجاب نے توجہ دی۔ تو یہ

Handwritten text in Arabic script, likely a manuscript page. The text is written in a cursive style and is mostly illegible due to fading and bleed-through from the reverse side. The page is framed by a faint border. There are several small red dots and stains visible on the page, particularly on the right side and near the bottom. A small, dark, irregular mark is visible on the left edge, possibly a piece of tape or a tear in the paper.



---

Printed at the Manohar Press, Sargodha by M. Zahur Ahmad Bugwi,  
Editor & Printer and Published by him from the office of  
"Shams-ul-Islam", Bhera.

---